مروّجہ

مدارسِ نسواں

شریعت کی روشنی میں

مؤلفہ

مفتی محمد نعیم مظاہری الہ آبادی

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام برطانیہ

ADARA ISHAT AL-ISLAM -P.O. BOX-36, MANCHESTER M16 7AN (U.K.)

مروّجہ

مدارسِ نسواں

شریعت کی روشنی میں

مؤلفہ

مفتی محمد نعیم مظاہری، الٰہ آبادی

فون نمبر۔ ۹۵۹۸۹۲۵۰۰۰۶

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام برطانیہ

15 STRATTON ROAD GLOUCESTER GL1 4HD (U.K)

IDARA ISHA AT AL ISLAM-P.O.BOX 36 MANCHESTER M16 7AN (U.K)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... مروجہ مدارس نسواں شریعت کی روشنی میں

تالیف .... مفتی محمد نعیم مظاہری، الہ آبادی

ناشر .... ادارہ اشاعت الاسلام، برطانیہ

کتابت و ڈیزائننگ ...... حق کمپیوٹرس، نزد عربی مدرسہ، سہارنپور

مطبوعہ ....

قیمت ....

سن طباعت .... اپریل ۲۰۰۱ء (اشاعت اول)

☆ ملنے کے پتے ☆

ادارہ اشاعت الاسلام، برطانیہ IDARA, 15 STRATTON ROAD GLUOCESTER, G.L1-4HD(U.K) PHONES / FAXES: 01452-306623, 0161-227 9011, 0161 797 7225, 0161-226 9883 (EMAIL: IDARAUK@ hotmail.com)	مکتبہ رشیدیہ محلّہ مفتی، سہارنپور (یوپی) نورانی بک ڈپو مالیگاؤں، مہاراشٹر
IDARA ISHA AT ISLAM P.O. BOX 36 MANCHESTER M 16 7 AN (U.K)	لطیف بکڈپو، جلال پور اُردو بازار، امبیڈکرنگر (یو.پی)
مفتی محمد نعیم مظاہری، ساکن چندوہاں ڈاکخانہ عمری، ضلع الہ آباد ۹۵۹۸۹۲۵۰۰۶ MUFTI MOHD. NAIM MAZAHIRI VILL.CHANDOHAN,Po.UMRI.(SAHSON) Distt. ALLAHABAD (U.P)	اختر بکڈپو مرکزی مسجد پھونس والی قصبہ بڑوت، ضلع باغپت (یو.پی)
دار الکتاب دیوبند، سہارنپور مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور	اشرفی کتبخانہ، ۲۳/۲۵، بخشی بازار الہ آباد (یو.پی)
کتب خانہ حسینیہ دیوبند، سہارنپور کتب خانہ امداد الغرباء سہارنپور	ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون، مظفرنگر (یو.پی)
مکتبہ سعیدیہ نزد مظاہر علوم (وقف) سہارنپور	مکتبہ نظامیہ نزد مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

کیا اور کہاں

انتساب

نابغۂ روزگار حضرت مولانا محمد فاروق صاحب الہ آبادیؒ کے نام!

جنہوں نے قدم قدم پر احقر کی رہنمائی اور علمی سیرابی کا سامان فراہم فرمایا۔

***

مادر علمی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے نام!

جس کے پُر وقار و پُر انوار علمی ماحول اور مشفق و مخلص اساتذہ کرام کے زیر سایہ راقم الحروف اس لائق ہوا۔

اور

ان حق پسند اور حق جو حضرات کے نام!

جو حق واضح ہو جانے پر اس کو قبول کرنے میں حبہ برابر تامل نہیں کرتے۔

محمد نعیم مظاہری الہ آبادی

ارشـــاد عالـــی

وقار السادات مفتی گجرات حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب مدظلہ لاجپوری

باسمہ تعالیٰ

بعد حمد وصلوٰۃ! احقر اپنی پیرانہ سالی کی بنا پر کسی کتاب کے دیکھنے سے معذور ہے، جناب مفتی نعیم صاحب مظاہری نے مدارس نسواں کے متعلق ایک رسالہ کی شکل میں مضمون ترتیب دیا ھے جسکو احقر نے مختلف مقامات سے سنا ہے، ماشاء اللہ موصوف نے مدارس نسواں کے متعلق بزرگوں کی آراء کو بڑے اچھے انداز میں قلم بند کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ بہت اہم اور نازک ہے اور ساتھ ہی انکی تعلیم سے کسی کو انکار کرنے کی گنجائش نہیں لیکن انکی تعلیم کے لئے وہی طریقہ مناسب ہے جو اسلاف نے بتلایا ہے کہ ’’گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے انکو تعلیم دی جائے‘‘ وہ اپنے محارم کی نگرانی میں پردہ کے اہتمام کے ساتھ صبح مدرسہ جائے اور شام گھر واپس ہو جائے رات اپنے گھر گذارے اسی میں عافیت ہے آج کل جو مدارس نسواں طعام وقیام شب باشی کے ساتھ جاری ہیں وہ خطرات سے خالی نہیں ’’فائدہ کم اور نقصان زیادہ‘‘ کے مرادف ہے اور ایسے مدارس کو اسلاف نے پسند نہیں فرمایا اور آج کل کے حالات کے پیش نظر رات کا قیام فتنہ سے خالی نہیں لہٰذا یہ دستور قابل ترک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور شرور وفتن سے محفوظ رکھیں۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

(حضرت مولانا مفتی) سید عبد الرحیم لاجپوری

(بقلم احقر سید نصیب الدین) ۲۰؍ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ

کلمات دعائیہ

حضرت مولانا فاروق صاحبؒ (اتراؤں الٰہ آباد)

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ محمد وصی اللہ صاحبؒ)

اپنے دوست مولوی و مفتی محمد نعیم سلمہٗ کا لکھا ہوا مضمون "مدارس نسواں" کے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، بسبب ضعف بینائی اور بوجہ باریک لکھائی پڑھ نہ سکا، ایک دوست سے پڑھوا کر سنا، گو پورا نہ سن سکا لیکن مضمون کا اندازہ ہوگیا۔ اس سے قبل جناب ابراہیم یوسف باوا صاحب مدظلہ گلاسٹر، برطانیہ اپنے نہایت مفید رسالہ "الاسلام" اور "التبلیغ" میں اس مسئلہ (لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم) سے متعلق علمائے محققین کے فتاویٰ اپنے تبصروں کے ساتھ شائع فرماتے رہتے ہیں پڑھکر بہت ہی مسرت ہوتی رہتی ہے۔ اب عزیزم مفتی محمد نعیم سلمہٗ، علمائے محققین کے فتاویٰ مع نصوص شرعیہ وفقہیہ سے مدلل ومکمل شائع کر رہے ہیں جسکو دیکھ کر دل باغ باغ ہے انشاء اللہ یہ رسالہ بہت مفید ہوگا۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

دعا ہے حق تعالیٰ مزید خدمات علمیہ ودینیہ کی توفیق عطا فرماویں۔ اللھم زد فزد ثم زد فزد

محمد فاروق غفرلہ (اتراؤں، الہ آباد)

بندہ بھی مولانا موصوف کی تائید وتصدیق کرتا ہے۔ فقط

نسیم احمد غازی مظاہری۔ خادم حدیث دارالعلوم جامع الہدیٰ مرادآباد۔ ۷-۹-۱۴۲۰ھ

کلمات طیبات

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ
ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

عزیزم مولوی مفتی محمد نعیم الہ آبادی سلمہ، مظاہر علوم (وقف) کے ان ہونہار طلبہ میں سے ہیں جنہوں نے حصول علم کیلئے مظاہر علوم کی چہار دیواری میں کئی سال گذارے اور تکمیل علوم وفنون کے ساتھ اہل قلم اساتذہ سے مل کر اپنے اندر تصنیفی و تالیفی ذوق پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔ تعلیم نسواں کے موضوع پر پیش نظر رسالہ انکے اس ذوق کی سعی اولین ہے۔

عزیزم سلمہ نے اس موضوع سے متعلق بہت سی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ کافی مواد جمع کردیا ہے۔ جس سے اس مسئلہ کا ایک پہلو بخوبی واضح ہوگیا ہے بہتر تھا کہ دوسرے پہلو پر بھی روشنی ڈالی جاتی تاکہ ہر دو پہلو کی وضاحت کے بعد قارئین کے لئے صحیح سمت کی تعیین آسان وسہل ہوجاتی...... تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مواد کی جمع وتالیف میں کافی محنت کا دخل ہے اور جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ ایک طالب علم کی طالب علمانہ تحقیق اسکے مبلغ علم کا عکاس اور اسی نہج سے اسکے بہتر مستقبل کا آئینہ دار ہے۔

خداوند قدوس آں عزیز کو علم وعمل اور اخلاص کی دولت سے حظ وافر عطا فرمائے اور زور قلم میں برکت ارزانی کرے۔

العبد
مظفر حسین المظاہری
ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
۱۳ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ، مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۹۹ء

الحمدللہ کافی وافی اور شافی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل کچھولوی مدظلہ (برطانیہ)

(خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ مہاجر مدنی)

حضرت مفتی محمد نعیم صاحب مدظلہ کا مضمون (مدارس نسواں سے متعلق) پورا لفظ بلفظ پڑھا۔ الحمد للہ! کافی، وافی اور شافی ہے۔ اسمیں کچھ عرض کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ اللہ جل شانہ امت مسلمہ کے لئے نافع اور مشعل ہدایت بنائے۔

آمین۔

والسلام

العبد

اسماعیل کچھولوی غفرلہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الحمد للہ پسند آئی

حضرت مولانا محمد صفی اللہ خان صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا -- عزیزم محمد نعیم اللہ آبادی سلمہٗ کی لکھی ہوئی کتاب "مدارس نسواں" اور اس پر حضرات اکابر کی تحریر فرمودہ تقاریظ کو احقر نے نہایت عجلت میں سرسری نظر سے دیکھا، الحمد للہ پسند آئی۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کیلئے اسے مفید و کار آمد بنائے اور مؤلف موصوف کو مزید علمی و عملی ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

احقر محمد صفی اللہ غفرلہٗ .... ۳؍صفر ۱۴۲۲ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا ریاست علی صاحب مدظلہ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

دینی تعلیم ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اسلام میں علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا ہے اور مسلمانوں نے ہر دور میں اسکی طرف پوری توجہات مبذول کی ہیں ہمارے اس بلاد میں عورتوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے گھروں کی چہاردیواری میں انتظام کرایا جاتا ہے مگر پرانی قدریں ختم ہو رہی ہیں اور اس طرح کے انتظامات کم ہو رہے ہیں اس لئے مجبوراً بچیوں کی تعلیم کے لئے باقاعدہ مدارس کا قیام عمل میں آرہا ہے ظاہر ہے کہ یہ کام بہت نازک ہے اور خطرات ومفاسد سے خالی نہیں ہے۔ راقم الحروف کے خیال میں اگر مفاسد کا مکمل سد باب کرکے بچیوں کے لئے دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے تو نہ صرف یہ کی اسمیں مضائقہ نہیں بلکہ یہ ایک ضرورت کی تکمیل ہے اور مفاسد کا سد باب نہ کیا جاسکے تو ظاہر ہے کہ اسکی اجازت نہیں دی جائیگی۔

عزیزم مولوی محمد نعیم نے اس موضوع پر ایک مضمون لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ انہیں خطرات ومفاسد کے پیش نظر طالبات کے لئے مدارس کے قیام کی گنجائش نہیں مگر یہ اس مسئلہ کا ایک رخ ہے بہتر ہوتا کہ وہ مفاسد کے سدّباب کے ساتھ بھی موضوع کا جائزہ لیتے اور اسکا حکم شرعی واضح کردیتے۔

دعا ہے کے اللہ تعالیٰ انکی کوشش کو اپنے مقصد میں نفع بخش بنائے اور انہیں دین کی مخلصانہ خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین...... **ریاست علی غفرلہ**

خادم التدریس، دارالعلوم دیوبند (۲۳ ربیع الثانی، ۱۴۲۰ھ)

تقریظ

حضرت مولانا رئیس الدین صاحب مظاہری مدظلہ

(خلیفہ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ، ناظم مظاہر علوم سہارنپور)

مدارس نسواں کا قیام بہیئۃ مخصوصہ اکابر نے کبھی بھی بنظر استحسان نہیں دیکھا حتیٰ کہ مفاسد کے پیش نظر عدم جواز (ہی) کے فتاویٰ صادر کئے ہیں۔ اس زمانہ میں آئے دن نت نئے فتنے رونما ہوتے رہتے ہیں نیز ان اہل مدارس سے بھی سنا گیا ہے کہ ہم نے مدارس قائم کر کے غلطی کی ہے اور سد مفاسد بہت مشکل ہے پھر کس طرح مدارس نسواں کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

عزیزم مولوی مفتی محمد نعیم سلمہ، نے اپنے اس رسالہ (مروجہ مدارس نسواں شریعت کی روشنی میں) میں اہل علم کے اقوال اور صلحاء کی آراء کو جمع فرمایا ہے نیز نصوص شرعیہ اور عبارات فقہیہ سے طریقہ تعلیم نسواں پر مفصل روشنی ڈالی ہے امید ہے کہ آں عزیز کا یہ رسالہ اس مقصد کے لئے بصیرت افروز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع فرمائے۔ آمین

رئیس الدین غفرلہ

استاذ حدیث، مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

توثیق و تائید

حضرت مولانا مفتی محمد ارشد صاحب مدظلہ

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ، ہردوئی)

احقر نے جناب مولوی محمد نعیم صاحب زید مجدہم کی فرمائش پر انکا رسالہ مروجہ مدارس نسواں شریعت کی روشنی میں (کا مسودہ) دیکھا جس میں انہوں نے مختلف فتاوی اور حضرات اکابر کے فرمودات وارشادات کو جمع فرمادیا ہے اور نصوص وفقہی عبارات کی روشنی میں تعلیم نسواں کے طریقہ کی صحیح نشاندہی فرمادی ہے۔

اُمید ہے کہ انکی یہ تحریر امت کے لئے مفید ونفع بخش اور طریق تعلیم نسواں سے متعلق بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اسے بین الخواص والعوام مقبول تام وعام فرمائے اور اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کو مزید خدمات دین کی توفیقات خاصہ سے نوازے۔ آمین

احقر محمد ارشد عفی عنہ

خادم التدریس، دارالافتاء، جامعہ مفتاح العلوم، جلال آباد

(۹ شعبان المعظم، ۱۴۲۰ھ)

تأثرات

جناب الحاج ابراہیم یوسف باوا تبلیغی مدظلہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد

بندہ آپ کے مسودہ سے پوری طرح اتفاق کرتا ہے بلکہ اپنے ٹوٹے پھوٹے مطالعہ، اکابرین سے گفتگو اور اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر عرض کرتا ہے کہ مدارس نسواں کا قائم کرنا تو بہت دور کی بات ہے اس بارے میں سوچنا بھی گناہ عظیم ہے، اس سلسلہ میں بندہ چند سال سے عرض کر رہا ہے کہ جن ملکوں میں قانوناً اور جبراً تعلیم نہ ہو وہاں مدرسۃ البنات ہرگز ہرگز قائم نہ کئے جائیں چاہے اقامتی رہائشی ہوں یا صبح و شام کے مدرسے ہوں، ان مدارس کی کئی برائیاں ظہور میں آچکی ہیں۔

ایک بچّی سلمہا کے ناظرہ قرآن پاک کے ختم کرنے کی مجلس میں حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ (خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ) نے فرمایا کہ جب کوئی شخص حضرت شیخ سے ہندوستان میں مدرسۃ البنات قائم کرنے کے بارے میں پوچھتا تو آپ منع فرمادیتے۔

اگر کہیں سے بعض شرائط کے ساتھ جواز مل بھی جائے تو علمی و فقہی باتیں ہوتی ہیں ان پر عمل نہ ہوتا ہے اور نہ ہوسکتا ہے، اس لئے مدارس اور نسائی جماعت کے ذریعہ عورتوں کو دینی تعلیم دینے کی بجائے گھر ہی کی تعلیم پر زور دیا جائے اور عمل کیا جائے۔ ہم اس سلسلہ میں حضرت اقدس مولانا تھانوی کے

فرمان کے سو فیصد قائل ہیں انکی بات پر عمل کیا جائے اور کوئی تاویل نہ کریں ورنہ پچھتانا پڑیگا اگر مدارس نسواں اور نسائی تبلیغی جماعت کی ادنیٰ ضرورت بھی حضرت حکیم الامت محسوس کرتے تو آپ اپنی اس بات کو بہشتی زیور میں شامل فرمادیتے شروع شروع میں خاص برائی نظر نہ آوے تو بھی اس سلسلہ کو شروع نہ کیا جائے ہر دور میں اچھے، دین دار، امانت دار، متقی لوگوں نے بعض چیزوں کو اچھی نظر سے دیکھا اور جائز قرار دیا لیکن وقت کی کروٹ نے بتادیا کہ بعد میں آنے والے خطرات میں انہوں نے ڈھیل دی تو لوگوں نے کلائیاں پکڑلیں اور وہ برائیاں قابو میں نہیں آرہی ہیں۔

حضرت مولانا اشرف راندیریؒ نے مجھے ۱۹۸۵ء میں بتایا تھا کہ کئی مدارس برائیوں کی وجہ سے بندکر دینے پڑے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا یہ فرمان مجھے بہت پسند آیا کہ بدعات کا ہر دروازہ مضبوطی سے بندکر دیا جائے کہ کوئی اس میں داخل ہی نہ ہوسکے۔

اگر کوئی جہنم میں جانا چاہے تو اسے انبیاء کرام علیہم السلام بھی نہیں روک سکتے۔ جو شخص دنیا میں نجات (یعنی ہدایت) کی راہ دیکھنے سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی نجات (جنت) کی منزل تک پہونچنے میں اندھا رہے گا۔

(مفہوم بنی اسرائیل۔ ۱۷:۷۲)

اللہ تعالیٰ آپکے مخلصانہ مضمون کو شرف قبولیت بخشے، امت کے لئے نافع بنائے اور عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

بندہ ابراہیم یوسف باوا رنگونی
مدیر ماہنامہ الاسلام، التبلیغ، الاصلاح (برطانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدظلہ

☆الحمد لله رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰة و السلام علی سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیهم و علی آلهم و صحبهم اجمعین اما بعد

☆انسانیت کا عروج کیا ہے؟ اس کا بارگاہ قدس کی جانب مائل پرواز ہونا! اور انسانیت کا زوال کیا ہے؟ اس کا دنیا کو اور متاع دنیا کو کعبۂ مقصود بنا لینا۔ خالق انسانیت جل جلالہ کا ارشاد ہے،

☆واتل علیهم نبأ الذی آتینا ہ آیاتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن فکان من الغاوین و لو شئنا لرفعناه بها ولکنه اخلدالی الارض واتبع هواه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ذلک مثل القوم الذین کذبوا بآیاتنا فاقصص القصص لعلهم یتفکرون.

(الاعراف ۱۷۶/۱۷۵) اور سنا دو ان کو اس شخص کا حال جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں، پھر وہ ان کو چھوڑ کر نکل گیا، پھر اس کے پیچھے شیطان لگ گیا، پس وہ گمراہوں کی صف میں شامل ہوا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی بدولت اس کا رتبہ بلند کرتے، لیکن وہ تو زمین ہی کا ہو رہا، اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا تو اس کا حال کتے جیسا ہے کہ اس پر بوجھ لادو تو بھی ہانپے اور چھوڑ دو تو بھی ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو نہیں مانا، ان کو یہ احوال سنا دو، شاید وہ غور کریں۔

ان دونوں آیتوں میں غور کیجئے، تو صاف معلوم ہوتا ہے، اللہ کی آیات کو ماننا اور ان کے سہارے چلنا انسانیت کے رتبہ کی بلندی ہے، اور اس کی آیات کے ہوتے ہوئے، ان کے احکام سے نکل جانا، دنیا کی پستی کی جانب اوندھا ہو جانا، اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا، انسانیت کی ذلت ہے، جو اسے کتے کی طرح بنا کر چھوڑتی ہے، جیسے وہ ہمہ وقت ہانپتا رہتا ہے ویسے ہی یہ دنیادار آدمی بھی حرص دنیا میں ہانپتا ہی رہتا ہے۔

قرآن کی اس تعلیم اور اسلام کی اس ہدایت کو پیش نظر رکھ کر جب مسلمانوں نے دنیا کے کسی کام کو ہاتھ میں لیا، خواہ وہ تجارت ہو، زراعت ہو، ملازمت ہو، حکومت ہو، غلامی ہو، صلح ہو، جنگ ہو، ہر ایک کو دین بنالیا، عبادت کے رنگ میں ڈھال لیا۔ اسے عروج وترقی کا زینہ بنالیا اور کفر نے جب اس ہدایت کو قبول نہیں کیا اور اپنے ذاتی نظریات اور طبعی شہوات کے پیچھے دوڑتا رہا، تو اس نے عبادات کو بھی اپنے اوپر وبال جان بنالیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہر چہ گیرد علتی علت شود

ہر چہ گیرد کاملے ملت شود

بیمار جو کچھ اختیار کرتا ہے، اسے بھی عیب دار بنادیتا ہے، اور کامل کسی عمل کو اختیار کرتا ہے، تو وہ ملت بن جاتا ہے اسلام نے تعلیم وتدریس کو لیا تو اسے ایک عبادت بنا کر برتا، حسن نیت کی تعلیم دے کر اسے تقدس عطا فرمایا، پڑھنے پڑھانے کا مقصد اور حاصل دنیا اور حطام دنیا کو نہیں، آخرت اور رضاء الٰہی کو قرار دیا، اور اسی کو دنیاداروں نے لیا بالخصوص سب سے بڑی مادہ پرست قوم جس نے آخرت سے بالکل ہی رشتہ توڑ رکھا ہے، یعنی انگریزوں نے! تو اسے ہاتھ لگایا نہیں کہ دنیا بنایا

نہیں یہ قوم تجارت کو دین تو کیا بناتی، تعلیم ہی کو تجارت بنا دیا۔ اور اس تجارت کو اتنا ترقی دی کہ تعلیم اور تعلیم کے مقاصد و فوائد تو غائب ہو گئے، البتہ تجارت فروغ پا گئی آج اس مادہ پرست دنیا نے شرح خواندگی تو بڑھا دی۔ ہر خطہ زمین پر اسکول، کالج، یونیورسٹی ایک سے بڑھ کر ایک کھلے ہوئے ہیں۔ جن میں ہر ایک کے اندر ہزاروں ہزار طلبہ پڑھتے ہیں، لیکن اس تعلیم کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ جہالت اور بڑھ گئی، بدنیتی اور بدعملی میں اضافہ ہی ہوا، خود غرضی کا دور دورہ ہو گیا، انسان کے اندر جتنے رذائل ہو سکتے ہیں سب اپنی اپنی انتہائی شکل خونخوار درندے اور سانپ بچھو بن کر انسانیت کو چیڑ پھاڑ رہے ہیں اور اسے ڈس رہے ہیں۔

اس قوم نے جس طرف توجہ کر دی، بنی چیز کو بگاڑ کر رکھ دیا۔ تعلیم کی بربادی کا ایک رخ تو یہ ہے، ایک دوسرا رخ اور ہے۔ اس طرف اور بھی ستم ڈھایا ہے، ایک پردہ نشین صنف انسانی، جس کو قدرت الٰہی نے ایسا جذبہ اور ایسا مزاج بخشا ہے کہ وہ ہر ایک کی دستبرد سے بچ کر کسی ایک کی ماتحتی اور اس کی حفاظت میں رہے، خانہ نشین رہ کر ضروری تعلیم حاصل کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اس کی نگرانی میں اولاد کی پرورش کرے، اور اس طرح معاشرہ کے لئے اچھے افراد مہیا کرے۔ اس کا میدان کار فطری اور خلقی اعتبار سے مردوں کے میدان سے بہت حد تک الگ ہے۔ کافروں کی یہ قوم اس کی طرف پلٹی۔ ایک بالکل خلاف فطرت نعرہ دیا کہ عورت و مرد مساوی ہیں۔ بیشک بہت سے حقوق و فرائض میں کسی درجے میں مساوات ضرور ہے، لیکن کیا ہر لحاظ سے دونوں میں برابری ہے، اس کا تصور وہی کر سکتا ہے، جس کا کاسۂ سر عقل و خرد سے بالکل ہی تہی مایہ ہو چکا ہو۔ لیکن عقل و دانش کا بلند آہنگ دعوی رکھنے والی کافر قوم، اس نعرہ کو لے کر اٹھی، اور عورتوں کو اس مساوات کے نام پر مختلف حیلوں سے گھر کے باہر نکال لائی۔ اس قوم کی بدنیتی

نے یہ گوارا نہیں کیا کہ یہ امانت کسی اور کی حفاظت میں رہے۔ اس نے سازش کی اس امانت کے تحفظ کو توڑ دو، پھر ہر بوالہوس کو اس میں خیانت کرنے کا موقع مل جائے گا، آج ہم یہی تماشہ دیکھ رہے۔

عورت کو باہر نکالنے کا ایک دلفریب حیلہ کفر نے یہ تراشا کہ مردوں کے لئے تو تعلیم گاہیں ہیں، جہاں وہ اجتماعی طور پر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ عورتوں کے لئے کیوں نہ ہوں۔ انھیں گھروں میں کیوں پڑھایا جائے۔ پھر اس نے عورتوں کے لئے اسکولوں اور کالجوں کا دروازہ کھولا اور مردوں کے دوش بدوش عورتوں کو ان دانش گاہوں میں داخل کیا۔ مگر ان کے داخلے کے بعد دانش گاہوں میں جو بے دانشی کا عفریت ننگا ناچ ناچا ہے، تو خود یہ قوم بھی تھرانے لگی، اس طریقہ تعلیم کو مذہب اسلام پر ایمان رکھنے والا آسانی سے قبول نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان جو خط فاصل قائم کیا ہے، وہ اتنا پختہ ہے، کہ مسلمانوں کا عمومی مزاج اسے توڑ نہیں سکتا تھا اس مخلوط طریقۂ تعلیم سے مسلمان عموماً دور ہی رہے۔ پھر کفر نے اس سے خوبصورت حیلہ نکالا، جس سے مسلمان ابتداءً تو بدکیں گے، مگر پھر آہستہ آہستہ قبول کرلیں گے وہ یہ کہ مردوں سے الگ صرف عورتوں کے مدارس اور اسکول قائم کئے جائیں۔ ہندوستان میں جس زمانے میں علی گڑھ میں سر سید مرحوم کالج کی بناڈال رہے تھے، اسی دور میں ایک اور صاحب لڑکیوں کے لئے اسکول تعمیر کر رہے تھے، سر سید نے اپنی تمام تر روشن خیالی کے باوجود اس کی مخالفت کی تھی۔ مگر ان کی دھری رہ گئی، اور لڑکیاں گھروں سے نکل نکل کر کے اسکول میں آنے لگیں۔ علماء نے تو اس کو کبھی قبول نہیں کیا۔ عام مسلمانوں میں بھی اس کی پذیرائی بہت زیادہ نہیں ہوئی، تاہم سلسلہ چل پڑا، عام طور پر نہ سہی، خاص طور ہی پر لڑکیوں کے اسکول اور کالج کھولنے لگے۔ کفر نے جب اس میں

بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں دیکھی، تو آزادی ہند کے بعد جب کہ کفر کی یلغار بڑھتے بڑھتے طوفان بن گئی تھی، مسلمانوں کے دیندار گھرانے بھی اس کی دستبرد میں آکر دینداری کی روش کو گھروں میں سے اذن رخصت دے رہے تھے، اس وقت کفر نے دینداروں بلکہ علماء کے کان میں پھونکنا شروع کیا کہ اب مسلمانوں میں دینی تعلیم عام کرنی ضروری ہے، اس کے لئے مردوں کے واسطے دینی مدارس بہت ہیں۔ عورتیں گھروں میں تعلیم تھوڑی بہت حاصل کر لیتی لیکن وہ ناکافی ہے۔

مردم شماری بہت بڑھ گئی ہے، اور دنیا کی معیشت کی پیچیدہ الجھنوں اور مشاغل کے بعد اتنا موقع نہیں مل پاتا کہ گھروں میں بچیاں اب یہ ناکافی تعلیم بھی حاصل کر سکیں، اس لئے ان کے لئے علٰحدہ دینی درس گاہیں قائم ہونی چاہئیں، جن میں ابتداء سے لے کر عالم و فاضل کے درجے تک تعلیم ہو۔ تاکہ ان مدارس میں مردوں کی طرح اجتماعی نظم کے ساتھ تعلیم ہو سکے، ان درس گاہوں میں پردے کا پورا اہتمام ہو، باہر کی ہوا کا ان میں گزر بھی نہ ہو، اسلام ان تمام احکام کی پابندی کے ساتھ جن کا تعلق عورتوں سے ہے، ان مدارس میں تعلیم نسواں کا انتظام ہو کفر کا یہ منتر بہت کامیاب ثابت ہوا عام لوگوں نے نہیں، دنیادار انگریزی دانوں نے نہیں، عالم و فاضل کہلانے والے دینداروں نے اس راگ میں راگ ملائی، اور اس دلفریب نعرے کے مدارس نسواں قائم کرنے لگے۔ ملک کے طول و عرض میں نہ جانے کتنے مدارس نسواں وجود میں آگئے۔ ان میں تعلیم شروع ہو گئی، لوگوں نے اپنے اپنے گھر کی امانت بڑے شوق سے اپنے ہاتھوں لاکر ان مدارس کے حوالے کر دی، جن کے منتظم اجنبی مرد ہیں، اب یہ لڑکیاں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی تحفظ میں نہیں ہیں، اجنبی مردوں کے تحفظ میں ہیں، انھیں اجنبی مردوں کے تحفظ میں جن سے بچانے کے لئے اسلام نے عورتوں کو گھروں میں بٹھایا تھا

ماں باپ اور خاندان کے آہنی حصار میں محفوظ کیا تھا۔ دینی تعلیم کے عنوان پر لڑکیوں کو گھروں سے نکال لانا بہت آسان ہوا۔ ماں باپ نے بچی کو لے جاکر مدارس نسواں کے حوالے کر دیا ان کی ذمہ داری بھی کم ہو گئی، اور وہ زیور تعلیم سے آراستہ بھی ہو گئی کتنا آسان یہ سودا ہے ؟ اور پھر حال یہ ہوگیا کہ خاندان کے خاندان ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی لڑکا علم دین حاصل کرنے کے لئے دینی مدارس میں نہیں بھیجا جاتا، لیکن لڑکیاں سب بھیجی جاتی ہیں، لڑکوں کی تعلیم ارزاں ہے مگر ان میں آنے والے بہت کم ہیں، اور لڑکیوں کی تعلیم بہت گراں ہے، ہر مدرسہ نسواں گراں ہیں، مگر وہاں داخلوں کی گنجائش نہیں رہتی، آخر یہ کیا ہے کہ لڑکیوں کو عالمہ، فاضلہ بنانے کا اتنا بڑا شوق ہے، اور لڑکوں کے باب میں اتنی بے شوقی ہے۔

اگر دین مطلوب ہے، دینی تعلیم مطلوب ہے، تو اس کا زور لڑکوں کے اندر ہونا چاہئے، کیونکہ مردوں کا دائرۂ کار عورتوں سے بہرحال بہت زیادہ ہے۔ مگر معاملہ بالکل برعکس ہے، آثار سے نیتوں کا پتہ چلتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم کے زور شور کے پیچھے کوئی دینی جذبہ نہیں ہے، مدارس نسواں تجارت گاہیں ہیں، دین کے نام پر تجارت کا کاروبار چل رہا ہے، اور مسلمان اپنا محفوظ سرمایہ اس میں لگا کر نفع حاصل کرنے کے بجائے رأس المال بھی کھوتے جارہے ہیں۔

عورتوں کے یہ مدارس درحقیقت اللہ ورسول کی نافرمانی کو عام کرنے کے ذرائع ہیں، ان سے اسلامی احکام ٹوٹتے ہیں اگر مدارس نسواں ایسے ہی ضروری ہوتے تو عورتوں کی تعلیم تو قرون اولیٰ ہی سے ضروری ہیں۔ ہمارے اسلاف جس طرح سے مردوں کے مدارس قائم کرتے اور چلاتے تھے عورتوں کے لئے بھی مدارس قائم کرتے، لیکن یہ بات سرے سے ان کے ذہن میں نہ آئی اور ایسا نہیں تھا کہ بے خبری کی وجہ سے انہوں نے اس کو نہ سوچا ہو، یا اس وقت کے حالات میں

مدارس نسواں کی ضرورت نہ رہی ہو جب عورتوں کی تعلیم ضروری ہے، تو بہرحال اس کا کوئی طریقہ ہونا چاہئے تو اگر مردوں کے لئے مدرسے ہو سکتے تھے تو عورتوں کے لئے کیوں نہیں ہو سکتے تھے، مگر انہوں نے اسے سوچا بھی نہیں، ہندوستان میں ہم آزادی سے پہلے دینی مدارس نسواں کا کوئی تصور نہیں پاتے، تو اتنے دنوں تک علماء اتنے بڑے فریضہ سے کیوں غافل رہے؟

بات یہ ہے کہ ان کے سامنے قرآن کی آیات تھیں، جن میں حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں مستقل جمی رہیں، باہر نہ نکلیں استثنائی صورتیں علٰحدہ ہیں، انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ گھروں سے نکل کر جاہلیت والی مٹر گشتی سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ☆**وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ**☆۔ اپنے گھروں میں جم کر رہو، اور سابقہ جاہلیت کی طرح باہر نہ پھرو۔ یہ حکم امہات المومنینؓ کے حق میں نازل ہوا ہے۔لیکن تمام عورتیں اس کے ذیل میں آتی ہیں۔ اس آیت میں صاف حکم ہے، عورتیں اپنے تمام اوقات گھروں میں ہی رہیں، مجبوری کی بات علٰحدہ ہے، مجبوری کبھی کبھی ہوتی ہے اور تعلیم کے لئے باہر نکلتے رہنا اس کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔

حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ☆**المراة عورة فانها اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان وانها لا تكون اقرب الى الله منها فى قعر بيتها**☆ (رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله رجال الصحيح)

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے، تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے عورت اپنے اوقات میں اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے، جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ عورت گھر سے باہر نکلی نہیں کہ شیطان کی ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بن جاتی

ہے، اور مدارس نسواں کے لئے تو جھنڈ کی جھنڈ عورتیں باہر نکل آتی ہیں اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پھر شیطان کا کیا جمگھٹ لگتا ہوگا اور **شیاطین الانس** کا جمگھٹ تو مشاہدہ میں آتا رہتا ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ ☆**لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الابما صلح بہ اولھا۔**☆ اس اُمّت کے پیچھے لوگوں کا سدھار ٹھیک اسی طریقے میں ہے، جس سے پہلے لوگوں میں سدھار آیا تھا۔ اب خواہ ضرورت، تقاضاء زمانہ اور ماحول کی مجبوری کا نام لے کر کتنا ہی غوغا مچایا جائے، لیکن قرآن کا قطعی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا اور نہ حدیث کا مضمون بدل سکتا ہے۔ اور اب تو یہ بات بکثرت مشاہدہ میں آتی ہے کہ مدارس نسواں مفاسد کا سرچشمہ بن گئے ان میں بناؤ بہت کم اور بگاڑ بہت زیادہ ہے۔ مدارس نسواں کی تعلیم کا فائدہ کیا ہوا؟ کیا مسلمانوں کی نسلیں سدھر گیئں؟ کیا ان میں خیر کی مقدار پہلے سے بڑھ گئی؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ان مدارس کی تعلیم یافتہ خواتین عموماً شوہروں کی فرمانبرداری کرنے کے بجائے ان پر حکومت جماتی ہیں۔ بعض مدارس کے ذمہ داروں سے معلوم ہوا کہ ان میں شرح طلاق بہت زیادہ ہیں، یہ عورتیں خاندان کا اچھا فرد ثابت نہیں ہوتیں بہت عرصہ سے یہ حقیر خادم تعلیم دین، ان مدارس نسواں کو مضر اور غلط سمجھ رہا ہے، عقل کی روشنی میں بھی اور نقل و روایت کی روشنی میں بھی اور مشاہدہ کی روشنی میں بھی، اپنے وعظوں میں اور مجلسوں میں اس کی خرابیاں بیان کرتا رہتا ہے لیکن اس سلسلے میں کچھ لکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

عزیزی مولوی محمد نعیم الہ آبادی سلمہ جن سے چند ماہ پہلے میری ملاقات ہوئی اس موضوع پر اپنے ایک رسالہ کا مسودہ دکھایا، جو انہوں نے جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور میں فتوی نویسی کی مشق وتمرین کے زمانے میں لکھا تھا۔ میں نے دیکھا تو

الحمد للہ پسند آیا۔ مرتب سلمہ چونکہ تحریر کے میدان میں نو آموز ہیں۔ اس لئے ترتیب و تالیف میں کچھ ناہمواریاں تھیں، جنہیں درست کرنے کی کوشش کی گئی۔ ممکن ہے اب بھی کچھ ناہمواری باقی ہو، لیکن مضامین ماشاء اللہ صحیح اور مفید ہیں زمانہ کے لوگ تو رسالہ کے مضامین کے خلاف زقند بھر رہے ہیں، انہیں یہ رسالہ شاید پسند نہ آئے، لیکن وہ اسے بار بار پڑھیں۔ انشاء اللہ دلائل کے خلاف کوئی بات نہ پائیں گے۔

رہا یہ سوال کہ مدارس نسواں اگر بند کر دیے جائیں، تو عورتوں کی تعلیم کیونکر ہو؟ تو اولاً اس سوال کے جواب کی ذمہ داری کسی مفتی اور عالم پر نہیں ہے، مفتی کی ذمہ داری ہے کہ ناجائز کو ناجائز کہے، چاہے اس کا کتنا ہی چلن ہو۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے ☆ قل لا یستوی الخبیث و الطیب ولو اعجبک کثرة الخبیث ☆ تم کہدو کہ پاکیزہ چیز اور گندی چیز برابر نہیں ہو سکتی، چاہے گندگی اپنی کثرت کی وجہ سے تمھیں بھلی معلوم ہونے لگے، تو گندی چیز گندی ہی رہے گی، چاہے ماحول میں تعفن کتنا زیادہ ہو گیا ہو اور اتنے زمانے تک رہ گیا ہو کہ لوگوں کی قوت شامہ اس سے مانوس ہو گئی ہو اور اسی کو اچھا سمجھنے لگی ہو۔ تاہم مؤلف سلمہ نے اس کا جائز و مفید متبادل طریقہ بھی پیش کیا ہے۔

اللہ تعالی اس رسالہ کو امت کے لئے مفید بنائے اور مسلمانوں کو کجروی سے نکال کر راست روی کا ذریعہ بنائے اور ہر طرح شرور و فتن سے محفوظ رکھے۔

اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنا بہ آمین یا رب العالمین.   و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اعجاز احمد اعظمی

مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور

اعظم گڑھ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد

عن انس ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ طلب العلم فریضۃعلی کل مسلم (وفی روایۃ)ومُسلمۃٍ

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر یکساں فرض ہے، علم دین کی ضرورت واہمیت اظہر من الشمس ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک پر اسکا حاصل کرنا فرض عین ہے۔

علم دین ہی دنیا میں انسان کو پستی و ضلالت سے نکال کر بلندی و ہدایت و راہ راست اور صراط مستقیم کی طرف لانے والی واحد شئی ہے اور خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ استوار کرنے کا ذریعہ اور سبب ہے۔ لیکن جہاں شریعت کے دوسرے احکام میں کچھ قیود و ضوابط ہیں وہیں تحصیل علم میں بھی کچھ قیود و شرائط ہیں۔ جنکی پابندی از حد ضروری ہے

ان دنوں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے باضابطہ مدارس اور انکے رہنے کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) کے نظم کے ساتھ تعلیم کا انتظام کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے مدارس نسواں کا قیام عمل میں آچکا ہے اور مزید آرہے ہیں۔ ان میں بعض بانیوں کی نیت پر تو ہمیں شبہ نہیں وہ واقعی یہی چاہتے ہوں گے کہ مسلم لڑکیوں کو اسلامی تعلیم و تہذیب سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے اور آنے والی نسل کی پہلی درس گاہ (ماں کی گود) کو صحیح سے صحیح تر بنایا جائے۔ مگر ان مدارس نسواں کا قیام قابل اشکال ہے اور انکے قائم کرنے والوں کو شرعی نقطہ نظر سے فکر کرنے کا مقام ہے کہ جو طریق و نہج اختیار کیا جارہا ہے وہ کیسا ہے؟ جب کہ اسلاف واکابر

علماء کی تحریریں اس کے خلاف موجود ہیں۔ اور انھوں نے تعلیم وتربیت کا اھون واحوط طریقہ بھی بتایا ہے۔ بفرض محال اگر دوسرے طریقے تحصیل علم دین کے نہ ہوتے تو یہ بات ایک حد تک گوارا کی جاسکتی تھی۔

لیکن جب اس طریق سے ہٹ کر دوسرے بہتر ونفع بخش طریقے بھی ہیں جن میں فتنہ وفساد کا اندیشہ نہیں اور اسی لئے ان طریقوں کو اسلاف واکابر نے نہ صرف یہ کہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا بلکہ ان کو اختیار کرنے کی ترغیب وتلقین بھی کی ہے تو کیوں نہ اسی مناسب واحوط طریق کو اختیار کیا جائے جس میں کوئی خطرہ نہیں اور اس طریق کے اختیار کرنے سے بچا جائے جس میں مکارہ یا مفاسد کے رونما ہونے کا اندیشہ ہو۔

دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور میں راقم الحروف کی مشق افتاء کے دوران اس قسم کے کئی ایک استفتاء آئے جن میں مدارس نسواں سے متعلق حکم شرعی معلوم کیا گیا اور مجھ کو بھی ان مسائل کی مشق کرنے کا موقع میسر ہوا۔ اور اس سلسلہ میں اکابر کی تحریرات نظر سے گذریں۔ اسی اثناء میں احقر کے ایک عزیز دوست مولانا ناصر الدین مظاہری (معاون مدیر ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم سہارنپور) نے ناچیز کو اس موضوع پر ایک مقالہ لکھنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اپنی کوتاہ علمی کے باوجود اللہ پر بھروسہ کرکے لکھنے کا آغاز کیا۔ تو مضمون قدرے طویل ہوگیا۔ چونکہ احقر کا ارادہ اس مضمون کو کسی رسالہ میں اشاعت کیلئے دینے کا تھا۔ لیکن مضمون کے طویل ہونے کی وجہ سے کسی رسالہ میں قسط وارھی آتا اور قاری کے سہولت مطالعہ کے لئے ضروری تھا کہ یہ سب یکجا ہو اس لئے اپنے ایک ہم سبق دوست کے مشورہ سے اسکو کتابچہ کی شکل دے دی اور مزید سہولت کی خاطر ان میں ذیلی عنوانات کا بھی اضافہ کردیا تاکہ استفادہ آسان تر ہوجائے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی صاف صاف واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ناچیز میدان انشاء پردازی (مضمون نگاری) کا مبتدی ہے اس لئے جہاں کہیں کوئی خامی پائیں تو ناچیز کو براہ نوازش زحمت فرما کر آگاہ فرمائیں۔

ع عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے اس میں تعاون فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اس کتابچہ کو شرف قبول سے نوازے اور راقم السطور کیلئے صلاح و فلاح دارین کا ذریعہ اور نجات و کامرانی کا زینہ بنائے

آمین آمین لاارضی بواحدۃ
حتیٰ اضیف الیہ الف آمینا

☆☆☆☆☆

العبدالراجی رحمۃ الرب الرحیم
الاحقر محمد نعیم المظاہری
ساکن چندوہاں ڈاکخانہ - عمری، ضلع الہ آباد (یوپی)
١٢/٦/١٤٢٠ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً و باللہ التوفیق. امابعد

قبل از اسلام عرب کی تعلیمی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا نہ صرف یہ کہ پڑھنے لکھنے کا رواج نہ تھا بلکہ بعض قبائل تو ایسے بھی تھے جو اُسے معیوب سمجھتے تھے انھیں اپنی جہالت اور قدیم آباءواجداد کی فرسودہ اور دقیانوسی روایات پر فخر تھا اس سلسلے میں انکے فخریہ اشعار آج بھی تاریخ وادب کی کتابوں اور متقدمین شعراءوادباء کے دیوانوں میں موجود ہیں۔

قبیلۂ قریش جو عرب کے منصب سیادت پر فائز تھا اور جسے اپنی سیاسی و سماجی اور معاشرتی حالت پر ناز تھا اس پورے قبیلے میں معدودے چند افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کے علاوہ دوسرے قبائل میں تو اکا دکا افراد ہی تعلیم یافتہ نظر آتے تھے اس دور جاھلیت میں جہاں اسلام نے ایمان و عقیدے کی تعلیم دی وہیں تعلیم پر بھی بھرپور زور دیا۔

اسلام اور تعلیم

آج ساری دنیا میں جو تعلیم نسواں کے نعرے لگائے جارہے ہیں یہ دراصل اسلام اور شارع علیہ السلام حضرت آقاومولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا سکھایا ہوا سبق ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ☆ **طلب العلم فریضةٌ علی کل مسلم**(۱)

ترجمہ: علم دین سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے

خطبات الاحکام میں حضرت تھانویؒ اس حدیث شریف کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

”ف: یہ حکم دوسرے احکام کثیرہ کی طرح مرد وعورت دونوں کیلئے ہے

(۱) مشکوۃ شریف، ص-۳۴، وابن ماجہ۔

جیسا کہ بعض روایات میں مسلمۃ کا لفظ بھی آیا ہے پس ہر ایک عورت و مرد پر اپنی اپنی ضروریات کے مسائل کا سیکھنا لازم ہے اور علم سے دین کا علم مراد ہے پس جو لوگ اس حدیث شریف کو دنیوی علم حاصل کرنے کیلئے پڑھ دیتے ہیں وہ سخت غلطی اور تحریف دین کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسپر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں "عیاں راچہ بیاں" لیکن مزید حجت قائم کرنے کے واسطے (باب علم کی بے شمار حدیثوں میں سے دو ایک حدیث) ملاحظہ کرلی جائیں۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک جگہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے جو شخص ایسے علوم میں سے جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے کچھ علم صرف اس واسطے سیکھے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا سامان حاصل کیا جائے وہ شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا(۱) (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

مذکورہ بالا احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ علم دین صرف اور صرف رضاء خداوندی کے واسطے سیکھنا چاہئے دوسرے جہاں ان حدیثوں میں مردوں کو علم دین سیکھنا فرض قرار دیا وہیں پر عورتوں کو بھی فراموش نہیں کیا گیا مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی علم دین سیکھنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب اور باعث اجر و ثواب و دخول جنت کا ذریعہ اور وسیلہ ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ علم سے مراد وہ علم ہے جو احکام شریعت کی طرف راہنمائی کرے اور انسان کو ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راہ راست اور صراط مستقیم کی طرف لائے۔ ع علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

---

(۱) خطبات الاحکام، ص ۱۱، ۱۲

ورنہ تو باوجود ظاہری علم وحکمت کے (عمرو بن ہشام کو) شریعت نے ابو جہل کے لقب سے نوازا۔

عورت اور تعلیم

بلاشبہ یہ حقیقت قابل تسلیم ہے کہ عورتوں کیلئے دینی تعلیم کا حصول ایک ضروری اور لابدی امر ہے جس سے ان کی زندگیوں میں نکھار اور انکا ٹھکانہ دار القرار ہو۔ لیکن عورتوں کیلئے وہ علوم فنون قطعاً مضر ہیں جسکو حاصل کر کے وہ اپنی حد سے تجاوز کر جائیں اور جو انکے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنیں اور جن علوم سے بچوں کی بہتر پرورش اور اعلیٰ تربیت کو فراموش کر کے شوہر پر حاکم بن جائیں ایسا علم حقیقت میں علم نہیں بلکہ نفس کا فریب اور شیطانی جال ہے

کیا خوب کہا علامہ اقبال نے ؎

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

حق تعالیٰ نے تو عورتوں کو اس لئے پیدا کیا تاکہ ان سے افزائش نسل و امور خانہ داری کے نظم وضبط کو صحیح سے صحیح تر بنایا جاسکے۔ اکبر الہٰ آبادی نے کیا خوب کہاہے۔ ؎

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں
دیں دار متقی ہوں جو ہوں انکے منصرم
استاذ اچھے ہوں مگر "استاذ جی" نہ ہوں

دوکان مغرب سے مول لیکر ......

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ مغربی تہذیب و تمدن کی

ریشہ دوانیوں سے جہاں نت نئے فتنے سر اٹھار ہے ہیں دنیا کا کوئی بھی طبقہ اسکے دجل وفریب سے نہیں بچاو ہیں ہمارا معاشرہ بھی محفوظ نہ رہااور اسکے دجل وفریب کی لپیٹ میں آگیا مغربی تحریک تعلیم کا رنگ جوان دنوں ہمارے طبقے پر اثرانداز ہے وہ نئے نہج پر تعلیم نسواں کے لئے "مدارس نسواں" کا قیام ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جابجامدارس نسواں قائم ہوں انکے رہنے سہنے کے لئے دارالاقامہ (ہاسٹل) کانظم خورد ونوش کاانتظام مدرسہ ہی میں ہواور اس طرح کے مدارس نسواں وجود میں آچکے ہیں اور آرہے ہیں اور مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ انکے دام فریب میں پھنستا جارہا ہے۔

حضرت تھانویؒ کی حکیمانہ رائے

اس سلسلہ میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ارقام فرماتے ہیں

"عورتوں کواسکولوں کے ذریعہ یازنانہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دیناتو سم قاتل ہے میں مدارس نسواں کوبھی پسند نہیں کرتاخواہ کسی عالم ہی کے تحت ہوں میں تجربہ کی بناپر کہتاہوں کہ ہرگز ہرگز ایسانہ کروورنہ اگر تم نے میرا کہنانہ ماناتو بعد میں پچھتاؤ گے اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ کر عورتوں کو گھر ہی میں رکھکر تعلیم دو اگرعربی میں دو تو سبحان اللہ ورنہ اردو ہی میں دیناچاہئے"(۱)

---

(۱)اصلاح خواتین، ص ۱۲۸، بحوالہ نوید جاوید، ص ۳۰

اور اس بارے میں حضرت المحدث الاعظمی کے ارشادات درج ذیل ہیں

مدرسئہ نسواں سے متعلق

وعظ حضرت المحدث الاعظمی

کسی مدرسہ نسواں کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر یہ تقریر حضرت محدث کبیر قدس سرہ نے فرمائی تھی، مدرسہ نسواں کا اجراء اور اسکا چلانا ایک نازک اور پرخطر کام ہے اسکی ذمہ داریاں اہم ہیں اسکا جہاں قدرے فائدہ ہے وہیں اسمیں بڑے مفاسد بھی ہیں اور بے تکلف کہا جاسکتا ہے کہ ''اثمہما اکبر من نفعہما'' حضرت اقدس نے ان مفاسد کو برملا بیان فرمایا:

حضرت تھانویؒ کی حکیمانہ رائے کے بعد فخر الھند محدث جلیل ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کے وعظ سے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین باتمکین کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریر جو مدیر مجلّہ المآثر حضرت مولانا اعجاز احمد الاعظمی نے ''حرف آغاز'' میں بطور تمہید تحریر فرمائی ہے نقل کر دی جائے۔

"تعلیم عورتوں کے لئے بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے مردوں کے لئے، ضروری مسائل کا علم جیسے مردوں کے لئے فرض ہے عورتوں کے لئے بھی ہے ہر دور اور ہر عہد میں اہل توفیق نے اسکا اہتمام کیا ہے لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ عورتوں کے ساتھ کچھ شرعی اور کچھ طبعی اور خلقی مجبوریاں ایسی ہیں کہ جس طرح وہ دوسرے بہت سے مسائل و معاملات میں مردوں کے ہم دوش نہیں ہو سکتیں اسی طرح تعلیم کے میدان میں بھی وہ مردوں کے ساتھ ہم عنان نہیں ہو سکتیں اور ایسا ہونا ان کے مخصوص کام اور منصب کے لحاظ سے ناگزیر بھی ہے یہی

وجہ ہے کہ قرون اولی میں جب کہ مردوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہمیں ایسی ملتی ہے جنھوں نے علم دین میں اعلیٰ درجہ کا اختصاص و امتیاز حاصل کیا لیکن ان کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد بس برائے نام ہے صحابہ کرامؓ میں اگر حفاظ قرآن کی تعداد تلاش کی جائے تو ایک طویل فہرست تیار ہو جائے گی لیکن خاتون صحابہؓ میں دو تین سے زیادہ حافظہ نہ نکلیں گی اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ علوم و فنون میں کمال حاصل کرنا عورتوں کے لئے سرے سے مطلوب ہی نہیں ہے انھیں تو گھر کی چہار دیواری میں رہ کر بقدر ضرورت دین کا علم حاصل کر لینا کافی ہے اور دنیاوی علوم کی تو قطعاً انھیں ضرورت ہی نہیں ہے اتنا علم اس دور میں ہر پڑھے لکھے گھرانے کی عورتوں کو حاصل کرا دیا جاتا تھا مگر جب سے دنیا میں انگریز اور "انگریزیت" نے اپنا اثر پھیلانا شروع کیا اسی وقت سے ایک دوسرا رجحان چل پڑا اس بجذا قوم نے اللہ رسول کی تعلیمات سے یکسر برعکس مرد و زن کی مساوات کا نعرہ لگایا اور اس کی بنیاد پر عورتوں کو گھروں کے حدود سے باہر کھینچ کر مردوں کے دوش بدوش انھیں کھڑا کرنے کی سعی نامشکور کی اس کے لئے ضروری ہوا کہ مردوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اور جس نظام اور دستور کے مطابق دی جاتی ہے اسی کو عورتوں پر بھی مسلط کر دیا جائے اس سے لاینحل قسم کی صدہا خرابیاں پیدا ہوئیں جو اہل نظر پر مخفی نہیں مگر یہ خرابیاں تو انھیں لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ و رسول کی تعلیمات کا پاس و لحاظ رکھتے ہوں اور جس قوم نے تعلیم نسواں کا یہ ہنگامہ برپا کیا ہے اس کے سامنے اوھام و خیالات کے علاوہ کوئی اور تعلیم سرے سے کوئی معنی نہیں رکھتی"۔

اس کے ذرا آگے تحریر فرماتے ہیں

"اب تو ستم یہ ہے کہ انگریزی نسواں اسکولوں کی ریس میں عربی مدارس نسواں کے قیام کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے بلکہ عربی کے یہ مدارس انگریزی

اسکولوں سے ایک قدم آگے نکل گئے انھوں نے عربی مدارس میں اقامت گاہیں تعمیر کیں ان میں دور دور کی لڑکیوں کو داخل کیا اور انھیں گھریلو ماحول اور خاندانی اثرات سے باہر نکال کر ایک نئے مرکب ماحول میں ڈال دیا جوان کے مخصوص حالات کے لحاظ سے سخت مضر ہے درحقیقت یہ انگریزوں کی اندھی تقلید اور ایک تجارتی دھندہ ہے بات تلخ ہے مگر حق ہے۔ "والحق احق ان يقتدى به"

وعظ مذکور کے چند اقتباسات

حضرت المحدث اعظمیؒ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ

"بزرگو! دوستو! اور عزیزو! آج جس کام کیلئے آپ اور ہم اکٹھا ہوئے ہیں اس تقریب کی اطلاع مجھے بہت پہلے سے تھی لیکن میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ اس سلسلے میں مجھ کو کچھ تقریر بھی کرنی ہوگی میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ صرف سنگ بنیاد رکھنا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ میں بھی دو چار اینٹیں اس کی بنیاد کے اندر رکھ دوں گا۔ جو مدرسہ نسواں کہ آج قائم ہو رہا ہے خلاف توقع اس وقت کچھ بولنے کے لئے کہہ دیا گیا اس میں کوئی خاص وجہ شکایت بھی نہیں ہے لیکن یہ بات بتادینا بھی فرض سمجھتا ہوں کہ اب عموماً اپنے ضعف وعلالت اور دوسرے حالات کی بنا پر تقریر کرنے سے گریز کرتا ہوں اب عادت بھی چھوٹ چکی ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ اس موقع کے لئے میں ایک لمحہ بھی سوچ نہیں سکا کہ مجھے کیا کہنا چاہئے۔ اس کے باوجود بات یہ ہے کہ اس قسم کے مواقع پر کیا کہنا چاہئے کس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہئے کن باتوں پر متنبہ کرنا چاہئے وہ بہت واضح ہیں واقف کاروں کے نزدیک بہت صاف ہیں۔ انھیں باتوں میں سے کچھ باتیں میں آپ کے سامنے کہوں گا۔

آپ کا اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے اور اگر کسی کا ایمان نہیں ہے تو ہونا

چاہئے کہ دنیا چاہے جتنی آگے بڑھ جائے سائنس چاہے جس قدر ترقی کر جائے اور لوگوں کی نگاہ میں لوگوں کی زبانوں پر چڑھا ہوا لفظ یعنی "روشن خیالی"، جتنا بھی زیادہ پھیل جائے آج کل ترقی یافتہ لوگ اپنے لئے عربی زبان میں "متنور" کا لفظ استعمال کرتے ہیں یعنی نئی روشنی کے لوگ یہ نئی روشنی جس قدر بھی تیز ہو جائے بہرحال اسلام کے جو احکام ہیں، قرآن کی جو تعلیم ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جو ہدایات ہیں، وہ آج بھی اسی طرح رہیں گی، جس طرح آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے تھیں، اور قیامت تک اسی طرح رہیں گی وہی احکام رہیں گے، وہی تعلیمات رہیں گی، وہی ہدایات رہیں گی اسلام کا وہی نظریہ رہے گا، اسلام کی وہی ساری حقیقتیں رہیں گی جو اسلام نے ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی ہیں، قرآن کریم جن سے مملو ہے، بھرا ہوا ہے، وہ ساری حقیقتیں اپنی جگہ پر رہیں گی، اس نئی روشنی کو اسلام کی روشنی کے سامنے ماند ہونا پڑے گا، اس کے سامنے اسلام کی روشنی ماند نہیں ہو سکتی اس روشنی کے جو تقاضے ہیں اسلام کے تقاضوں کے آگے انھیں دبنا پڑے گا اور اسلام ان کے نیچے نہیں دبے گا، اسلام ہمیشہ کے لئے ایک ابدی تعلیم ہے وہ قیامت تک کے لئے ایک نہ مٹنے والی اور نہ بدلنے والی تعلیم اور ہدایت ہے، اس ہدایت کے اندر کوئی تحریف نہیں ہو سکتی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی وہ کوئی تغیر پزیر چیز نہیں ہے اس بات پر ہمارا ایمان ہے اور اگر کسی کا نہیں ہے تو اسکو ایمان لاتا ہے وہ مومن اسی وقت ہو گا جب کہ اس بات کے اوپر وہ یقین رکھے، دیکھئے مثال کے طور پر کہتا ہوں قرآن کہتا ہے،

فلاوربك يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت و يسلّمو اتسليما.

کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے باہمی اختلاف اور بحث میں

محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم نہ بنائے، انہیں فیصل نہ مانے، جب وہ لوگ ان کو حکم مانیں گے، انہیں فیصل قرار دیں گے تبھی ایمان دار ہونگے اور حکم ماننا بھی اس طریقے پر ہو کہ ان کے فیصلہ کے اوپر سر تسلیم خم کر دیں اور سر تسلیم اس طرح خم کریں کہ، اپنے دل کے اندر ذرا بھی تنگی نہ محسوس کریں بالکل کھلے دل اور نیت کی خوشی کے ساتھ اس کو تسلیم کریں۔ آج دینا میں بہت سے مسائل اٹھے ہوئے ہیں بہت سی بحثیں کھڑی ہیں ان تمام الجھے ہوئے مسائل و مباحث کے اندر صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی حکم ہوگی اور جو کچھ آپکا فیصلہ ہوگا ایمان والے کے لئے وہی واجب التسلیم ہوگا اس میں نہ کوئی ضیق محسوس ہونی چاہئے اور نہ تنگی۔

میں بتانا چاہتا ہوں کہ آج اس نئی روشنی نے ہمارے سامنے بہت سے مسائل کھڑے کر دیئے ہیں انھیں مسئلوں میں سے یہ عورتوں کی تعلیم کا بھی مسئلہ ہے۔ یہ بات اسلامی ہدایات اور اسلامی تعلیمات کی رو سے مسلم ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ عورت کی تخلیق اللہ رب العزت نے اس لئے نہیں کی ہے کہ وہ حاکم بنے حتی کہ وہ اس لئے بھی نہیں پیدا کی گئی ہے کہ نبی ہے، کوئی عورت نبی نہیں ہوسکتی، اسلام کی رو سے عورت کو حکومت کا کوئی عہدہ خواہ وہ کلکٹری ہو ڈپٹی کلکٹری ہو نہیں مل سکتا وہ اس واسطے بنی ہی نہیں ہے کہ کلکٹر یا ڈپٹی کلکٹر بنائی جائے، عورت اس کام کیلئے نہیں پیدا ہوئی ہے کہ وکالت کرے بیرسٹر بنے حتی کہ عورت اس کام کے لئے بھی نہیں بنائی گئی ہے کہ وہ کہیں پڑھائے عورت جس کام کے لئے بنائی گئی ہے اسے قرآن اٹھا کر دیکھو۔ لتسکنوا الیھا عورت اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ اس سے تم کو سکون و اطمنان حاصل ہو وہ اس لئے ہے کہ مسلمان اور مومن اولاد کی تربیت و پرورش کرے، ایماندار بنائے، یعنی اللہ کے احکام کو جاری کرنے، اللہ کے احکام پر پورے طور سے عمل کرنے، شریعت اسلامیہ کو قائم و باقی رکھنے، شریعت

اسلامیہ کے نظام کے مطابق حکومت بنانے ،حکومت چلانے ،شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق بیع وشراء اور تجارت وزراعت اور دوسرے وہ کام جن کے لئے مرد پیدا کئے گئے ہیں اس قسم کی اولاد پیدا کرے، اور ویسی ہی تربیت ویسی ہی غور و پرداخت ویسی ہی ریکھ دیکھ کرے عورت اسی لئے بنائی گئی ہے، اور اس کے ساتھ وہ احکام بھی بجالائے جو اسکے حلقہ کار تک محدود ہیں مثلاً نماز، روزہ حج زکوٰۃ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں پوری کرتی رہے"

اس کے آگے فرماتے ہیں

"میں کہنا یہ چاہتا ہوں زمانہ چاہے جتنا بھی ترقی کر جائے روشنی چاہے جتنی بڑھ جائے، آپ اور ہم چاہے جتنے روشن خیال ہو جائیں۔ لیکن احکام اسلام کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، اور جو طریقہ کار عائشہ صدیقہؓ اور فاطمہ زہراؓ کے لئے تھا وہی طریقہ تعلیم اور وہی طریقہ تربیت آج ہماری اور آپ کی بیٹیوں کے لئے بھی رہے گا چودہ سو برس پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے جس طرح عورتوں کے رہنے سہنے اور ان کی تعلیم کا انتظام کیا تھا اسی کی روشنی میں، اسی کی مطابقت میں، اسی کی پیروی میں آج ہم کو بھی کرنا ہوگا"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں

"پہلے زمانے میں عموماً لوگ اپنی لڑکیوں کو خود تعلیم دیتے تھے تاکہ فتنے سے دور رہیں، بہت سے فقہائے کرام ہیں جنھوں نے اپنی لڑکیوں کو پڑھایا اور اتنا پڑھایا کہ جب وہ کوئی فتویٰ لکھتے تو لڑکی سے بھی دستخط کرایا جاتا تھا۔ لوگ اپنے گھروں میں اسکا انتظام کر لیتے تھے یا اپنے گھر میں نہیں تو دوسرے رشتہ داروں کے یہاں پڑھواتے تھے، بہت سی ایسی محدث عورتیں ہیں کہ بزرگ محدثین کے یہاں جاکر انھوں نے پوری بخاری شریف کی سماعت کی، اور ان سے دوسرے لوگ

پردے کے پیچھے سنا کر بخاری شریف کی سند حاصل کرتے تھے، وہاں مدارس کا انتظام نہیں تھا اس لئے کہ مدارس کے انتظامات میں ذرا اس کا سنبھالنا مشکل تھا۔ عورت کا مسئلہ بڑا نازک ہے اس کو نباہنا آسان نہیں ہے اس لئے پہلے اسکا انتظام نہیں کیا گیا تھا"۔

مزید ارشاد فرمایا:

"عورت ایک موتی ہے اس کو اپنی سیپ میں رہنا ہے یہی اس کی قدر ہے، یہی اس کا گھر ہے، یہی اس کی منزل ہے، یہی اس کی رفعت ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ محمد رسول اللہؐ نے اسکی کتنی پابندی کی ہے اللہ رب العزت نے محمدؐ کی ازواج مطہرات کے لئے خاص طور پر حکم دیا۔ "وقرن فی بیوتکن" اپنے گھروں کی چہار دیواریوں کے اندر جمی رہو، محمد رسول ﷺ جب اپنی بیبیوں کو لیکر حج کرنے کے لئے گئے تو اس کے بعد آپ نے کہہ دیا کہ هذهِ ثم ظهور لحصر۔

(مصنف عبدالرازاق)

دیکھو یہی تمہارا حج ہے جو تم نے ہمارے ساتھ کرلیا اب اسکے بعد چٹائی پر بیٹھ جاؤ اور اسی پر جمی رہو اب حج وج نہیں کرنا ہے حج جیسی چیز کو آپ نے کہا کہ ضرورت سے زیادہ نہیں ہوگا۔ ہر آدمی کی حیثیتوں میں فرق ہے ان کی مشکلات میں فرق ہے، عورتوں کی کیا مشکلات ہیں، مردوں کی کیا مشکلات ہیں ان تمام باتوں کی رعایت کرکے محمد رسولؐ نے جو نمونہ پیش کردیا ہے اسی نمونہ کے مطابق عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ بھی ہاتھ میں لینا ہے"۔(۱)

تسویل نفسانی

لیکن آج کل کے کچھ نام نہاد "دانشوروں" کا خیال ہے کہ مدارس نسواں

---

(۱) مجلہ الماثر، ماہ محرم، صفر، ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

قائم ہوں اور اسمیں لڑکیوں کو تعلیم دی جائے اور شیطان نے بھی اچھا شیرہ لگایا کہ جب لڑکیاں تعلیم یافتہ ہونگی تو انکی اولاد بھی آگے چل کر ترقی کریں گی حالانکہ ان دانش وروں کا یہ خیال تسویل نفسانی اور فاسد نظریہ ہے۔

ان لوگوں کو چاہئے کہ دینی تعلیم گھر گھر عام کریں لڑکیوں سے پہلے لڑکوں کی فکر کریں اس لئے کہ یہی قوم وملت کے علمبر دار اور مستقبل کے کھیون ہار ہیں انکی تعلیم کا معقول نظم کریں جب گھر میں تعلیم دین ہوگی تو عورتوں اور بچوں میں خود بخود دین داری پیدا ہوگی۔

مروجہ مدارس نسواں سے پہلے

آخر آج چودہ سو سال ہوگئے کیا عورتوں میں دین نہیں رہا؟

کیا انھوں نے اپنی گود میں بڑے بڑے اولیاواصفیاء کی تربیت نہیں کی؟

کیا اس زمانے میں عالمہ وحافظہ نہیں تھیں؟ آخر انکا کس مدرسۃ البنات میں داخلہ کرایا گیا تھا؟

فتنوں کے اندیشے

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک ادارہ کے چلانے پڑھانے اور عروج وارتقاء سے ہمکنار کرنے کیلئے عوام الناس سے رابطہ طالبات کے مصارف وتعمیرات کے لئے رقوم کی فراہمی نیز گھر سے مدرسہ اور مدرسہ سے گھر تک کی واپسی کے لئے سواریوں اور گاڑیوں کا نظم یہ وہ کلیدی وبنیادی ضروریات ہیں جنکو عورتیں انجام نہیں دے سکتیں ظاہر ہے اس کے لئے مردوں ہی کا نظم کیا جائے گا۔

پھر نگران اعلی، سرپرست ناظم ومہتمم تو مرد ہی ہوتے ہیں کیا ایسی صورت میں انکا غیر مرد سے سابقہ نہیں پڑتا اور اختلاط سے بچا جاسکتا ہے جسمیں ہر وقت فتنہ وفساد کا خوف ہے پردے کی اہمیت میں سیکڑوں آیات وروایات شاہد ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وقرن فی بیوتکن الخ (اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) یہ حکم ازواج مطہراتؓ (جوامت کے مقدس و افضل ترین اور انتہائی درجہ کے پاک باز افراد ہیں) کو تھا پھر آجکے اس پرفتن و پرخطر ماحول و معاشرے میں ہر شخص اس آیت باری میں اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو نابینا کے دیکھنے سے منع فرمایا۔

عن ام سلمة انها كا نت عندر سول الله صلى الله عليه و سلم وممونة اذا اقبل ابن ام مكتوم قدخل عليه فقال رسول ﷺ احتجبنا منه فقلت يا رسول الله اليس هواعمىٰ لايبصر نا فقال رسول الله ﷺ افعميا وان انتما الستما تبصر انه.(۱)

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) وہ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں کہ اچانک عبداللہ ابن ام مکتومؓ (نابینا صحابی رسول) آگئے آنحضرت ﷺ نے ابن ام مکتوم کو دیکھ کر فرمایا ان سے پردہ کرو۔ ام سلمہ کہتی ہیں آپ ﷺ کا یہ حکم سن کر میں نے عرض کیا کہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں وہ تو ہمیں نہیں دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انکو نہیں دیکھ رہی ہو؟

اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ پردے کی مزید اہمیت قرآن و حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے اور فتنے سے روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کیا مروجہ مدارس نسواں میں پردے کے بارے میں ان حدیثوں پر عمل کیا جاسکتا ہے؟

---

(۱) مشکوۃ شریف، ص ۲۶۹۔

بہر حال مدرسہ تو مدرسہ ہے عالمہ وحافظہ بننا تو فرض کفایہ ہے اور اسپر بھی پردے کی بے احتیاطی وغیرہ جو سم قاتل ہے! اور قانون شرعی ہے۔

درأ المفاسد اولیٰ من جلب المصالح (۱) ..... (کہ فائدہ حاصل کرنے کے بجائے خرابی سے دور رہنا اور برائی سے بچنا ضروری ہے)

عورت اور مسجد

نماز جو فرض عین ہے جب شریعت نے نماز جیسی عبادت جو حضور ﷺ کو معراج میں بطور تحفہ ملی جو اہم العبادات ہے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ چند عورتیں حضرت عمرؓ کے پاس گئیں اور مسجد میں نماز باجماعت کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دی تو عورتیں شکایت لیکر حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں حضرت عائشہؓ نے فیصلۂ فاروقی سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا:

لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل. (۲)

یعنی اگر حضور ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو اسوقت عورتوں نے ایجاد کرلی ہیں تو آنحضرت ﷺ انکو مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا تھا۔

اور بخاری شریف کی شرح عینی میں ہیکہ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہوکر عورتوں کو کنکریاں مارتے اور انکو مسجد سے نکالتے تھے۔

ان حدیثوں کے پیش نظر حضرات فقہاءؒ نے بھی عورتوں کی مسجد میں حاضری کے ممنوع و مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا شامی میں ہے۔

---

(۱) الاشباہ والنظائر، ص ۱۱۴، (۲) بخاری شریف، ص ۱۲۰، ج ا، پارہ ۴، مسلم شریف، ص ۱۸۳، ج ا

(ویکرہ حضور هن الجماعة) ولو لجمعة و عیدٍ و وعظٍ (مطلقاً) ولو عجوزاً لیلاً (علی المذهب) المفتی به لفساد الزمان (۱)

یعنی عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا خواہ جماعت جمعہ کی ہو یا عید کی یا وعظ کی مجلس ہو مکروہ ہے چاہے بوڑھی ہو اور رات کا وقت ہو مفتی یہ مذہب کی بنا پر بوجہ فساد زمانہ کے۔

غور کیجئے: کہ حضرت عمرؓ نے فتنہ وفساد کے سد باب کیلئے یہاں تک کیا کہ کنکریاں مار مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے حالانکہ اگر سوچا جائے تو مسجد میں کسی بھی چیز کا شبہ نہیں آسکتا۔

عورت اور حج و وعظ

علاوہ ازیں حج جو ارکان خمسہ میں ایک رکن عظیم ہے جس کی فضیلت **اظهر من الشمس و ابهر من القمر** ہے اسکے سفر کی بھی شریعت نے بغیر محرم کے اجازت نہ دی وعظ جو فوائد کثیرہ و منافع جلیلہ سے خالی نہیں لیکن پھر بھی شریعت نے عورتوں کو شریک ہونے کی اجازت نہ دی۔

البحر الرائق میں ہے۔ قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهةفی الصلوٰة کلهالظهورالفساد و متی کره حضور المسجد للصلوٰة فلان یکره حضور مجالس الو عظ خصوصاً عند هؤلا الجهال الذین تحلو بحلیته العلماء اولیٰ ذکره فخر الاسلام (۲)

یعنی صاحب کنزالد قائق نے کافی میں فرمایا کہ عورتوں کو تمام نمازوں کیلئے مسجد میں حاضر ہونا مکروہ ہے اس زمانے میں اسی پر فتویٰ ہے فساد کے واقع ہونے کی وجہ سے اور جب نماز کیلئے مسجد میں حاضر ہونا مکروہ ہے تو وعظ کی مجلس

---

(۱)۔ شامی، ص ۳۱۸، ج۱ ---- (۲)۔ البحر الرائق، ص ۳۵۸، ج۱

میں حاضر ہونا بدرجۂ اولی مکروہ ہوگا خصوصاً ان جاہل لوگوں کی مجالس میں جو علماء کے لباس سے آراستہ ہیں اسکو ذکر کیا فخر الاسلام بزدویؒ نے۔

غور فرمائیے کہ جب حج جیسی عظیم عبادت کیلئے بغیر محرم کے جانے کی اجازت نہیں! جہاد فرض نہیں!! نماز باجماعت کے لئے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں نیز وعظوں میں بھی شریک ہونے کی اجازت نہیں اور یہ اجازت نہ ملنا صرف اس لئے ہے کہ:

المرٔة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان (۱)

عورت ایک چھپا رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسکی تاک میں لگ جاتا ہے تو بھلا بتایئے آج شر القرون میں لڑکیوں کو مدرسہ جانے کی اجازت کیونکر ہوسکتی ہے؟

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مدارس نسواں کے تباہ کن نتائج

آج جبکہ مرور ایام اور بعد خیر القرون سے آفتاب نبوت ورسالت کی منور کرنیں جتنی مدھم ہوتی جارہی ہیں، اسی نسبت سے تاریکیوں، سیاہیوں، ظلمتوں، بداحتیاطیوں اور بداعمالیوں کی تہوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، دین سے بے رغبتی وبے توجہی بڑھ رہی ہے، دنیا کی محبت غالب آرہی ہے، ایمان وعمل اور اخلاق و آداب کا دامن ان گنہگار ہاتھوں سے چھوٹ رہا ہے، حلال وحرام جائز وناجائز کی تمیز کا احساس مفقود ہورہا ہے اور روزمرہ کی زندگی میں ایسی گرہیں پڑتی جارہی ہیں کہ ناخن تدبیر انھیں کھولنے سے عاجز نظر آتا ہے ہر سو فحاشی وعریانیت کا دور دورہ ہے اور ہر خاص وعام مبتلاء دجل وفریب ہے تو ایسی گمبھیر صورت حال میں مذکورہ

(۱) ترمذی شریف، ص ۱۴۰، ج ۱

بالا آیات وروایات کی روشنی میں ارباب مدارس نسواں اور قائلین وحاملین مدارس نسواں اپنے دل پر ہاتھ رکھکر ایمان سے بتائیں کہ اگر آج صحابہؓ (بالخصوص حضرت عمرؓ جو عورتوں کو مسجد میں نماز باجماعت کیلئے جانے سے منع کرنے میں نہایت متشدد تھے) ہمارے درمیان ہوتے تو کیا مروجہ مدارس نسواں کی اجازت دیتے؟ اور جو قائم ہیں باقی رہ پاتے؟ اور کیا وہ پسند فرماتے کہ انکے لئے ہوسٹل کا انتظام کیا جائے اور اسطرح وہ گھر سے باہر رہکر تعلیم دین حاصل کریں۔ یقیناً ہرگز ہرگز اجازت نہ دیتے کیونکہ اسکے مضرات ظاہر وباہر ہیں اہل نظر آج بھی اسکومحسوس کرتے ہیں جیسا کہ برطانیہ سے شائع ہونے والا ایک رسالہ "الاسلام" میں مدارس نسواں کے معائنہ کنندگان کا آنکھوں دیکھا حال اور انکے ارباب حل وعقد کے تاثرات جو ایک وفد مالیگاؤں معائنہ کے لئے گیا ہوا تھا

چنانچہ مختصر روداد سفر کے بعد رقمطراز ہیں

جامعة الصالحات کے دفتر میں طالبات کا باعث تشویش منظر

"جس وقت ہمارا قافلہ دفتر میں داخل ہورہا تھا اسوقت طالبات کا جم غفیر دفتر کے دوسرے دروازے کے ذریعہ باہر نکل رہا تھا طالبات ڈھنگ سے ڈوپٹہ میں نہیں برقع کا پتہ نہیں تھا جس سے اندازہ ہوا کہ طالبات کا اس مدرسے میں دفتر کے عملہ سے آزادانہ میل جول کا رواج ہے ہمارے قافلے کو طالبات کی بے پردگی کے اس بھیانک منظر سے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ اس سے فتنہ وفساد کے چشمے ابلتے ہیں گندی خصلتیں اور کمینہ عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔

ہمارا قافلہ دفتر میں موجود رہنے کے دوران جامعة الصالحات کی طالبات ادھر ادھر چکر لگاتی رہیں دفتر میں مستقل اور مسلسل تاک جھانک رہیں تھیں حالانکہ عورتوں کیلئے جائز نہیں۔

اس کے آگے صفحہ ۳۲ پر رقمطراز ہیں

جب ہمارا قافلہ مالیگاؤں کے ایک دوسرے مدرسہ کلیۃ الطاہرات کے معائنہ کے لئے گیا تو اس مدرسے کے مہتمم صاحب کی زبانی باتوں سے جامعۃ الصالحات کے ذمہ داروں کی بیزارگی کے اسباب کا پتہ چلا کہ وہ خود اپنے مدرسہ سے کافی بیزار ہو چکے ہیں جسکا اثر غیر شعوری طور پر مہمانوں کے روبرو بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

کلیتہ الطاھرات کا معائنہ اور لڑکیوں کے مدرسہ کے بارے میں مھتمم صاحب کے تاثرات

ہم لوگوں نے اپنے سفر کی غرض وغایت کو بڑے اہتمام وعظمت کے ساتھ مہتمم صاحب کے سامنے بیان کیا تو مہتمم صاحب گھبراتے ہوئے اور بیزارگی کے ساتھ فرمایا کہ ہم لوگ لڑکیوں کے مدرسہ سے بالکل تنگ آچکے ہیں ہم مدرسہ کھول کر بری طرح پھنس گئے ہیں بس اب اس مدرسے کے بند ہونے کے دن کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں درحقیقت لڑکیوں کا مدرسہ کھولنا دنیا میں جہنم بنانا ہے خدا کے واسطے آپ لوگ لڑکیوں کا مدرسہ کھولنے کا ارادہ ترک کر دیں ورنہ پریشان ہو جائیں گے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے مدرسے میں معلّمہ نہ ہونے کی وجہ سے ہفتوں تعلیمی نظام معطل رہتا ہے ہم لوگ آپ کے مدرسہ کے لئے معلّمہ کیسے فراہم کر سکتے ہیں ایک قدیم معلّمہ کے چلے جانے سے ہم بے حد پریشان ہو گئے تھے مدرسہ کا ہر نظام ہمارے قابو سے باہر ہو چکا تھا پھر مذکورہ معلّمہ دو سال کے بعد باہر سے واپس آئیں تو ہماری جان میں جان آئی تاہم حال یہ ہے کہ نہ کوئی طالبہ معلّمہ کی بات و ہدایت کو ماننے کے لئے تیار ہے نہ کسی میں معلّمہ کا خوف وہراس ہے نہ مدرسے کے نظام کا احترام ہے اکثر معلّمہ طالبات سے تنگ ہو کر چلی جاتی ہیں۔

گیٹ سے باہر مرد اور گیٹ کے اندر عورت چوبیس ۲۴ گھنٹے واچ مینوں

کی طرح پہرادار رہنے کے باوجود ہاسٹل میں مستقل نگرانی رہنے کے باوجود معلوم نہیں کیسے اور کب دیوار پھلانگ کر شہر چلی جاتی ہیں۔ (الامان والحفیظ) میں کیا کہوں میں منافق نہیں ہوں سیدھا سادھا مسلمان ہوں اس وجہ سے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیے بلکہ بہت غور فکر کرنے کے بعد اور بزرگوں سے مشورہ کے بعد قدم اٹھائیے۔

اور رہا معلّمہ کا فراہم کرنا تو یہ ایک دشوار بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ہم خود پریشان ہیں پورا سال گزر جاتا ہے معلّمہ کے بغیر، آپ لوگ غور کریں کہ تعلیم کیا ہوتی ہوگی نئی فارغات دوایک کو پکڑتے ہیں انکی عمریں کم ہوتی ہیں نو آموز ہوتی ہیں ان کے ذمہ بڑی لڑکیوں کے اسباق ہوتے ہیں عجیب الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔

مدرسہ کا معائنہ اور اسکے نتائج

لڑکیوں کے مدرسوں کے معائنہ سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوئے۔

(۱) عام طور سے لڑکیوں کے مدارس غیر علماء چلاتے ہیں اور ان ہی کو ایسے مدرسوں سے زیادہ دلچسپی ہے۔ (۲) غیر علماء میں بھی ایسے لوگوں کو لڑکیوں کے مدارس سے دلچسپی ہے جنکا دینی تعلیم و تربیت سے دور کا بھی رشتہ و تعلق نہیں ہوتا اور نہ انکے اندر اسکی ذرہ برابر قابلیت ہوتی ہے۔

(۳) لڑکیوں کے مدارس عام طور پر معاشی پیشہ اور کاروبار کے طور پر چلائے جا رہے ہیں اور لڑکیوں کے مدرسہ چلانے والے ایک قسم کے کاروباری شغل میں ایک دوسرے کے رفیق بنے بیٹھے ہیں جو ایک بے حد خطرناک صورت ہے۔

(۴) لڑکیوں کی تعلیم کا نظام مع قیام و طعام بالکل غلط اور سراسر نقصان بلکہ ہلاکت خیز ہے"۔(۱)

---

(۱) ماہنامہ الاسلام، برطانیہ، محرم الحرام ۱۴۲۰ھ، ص ۳۲، ۳۳

حکیم محمد اختر صاحب کا چشم دید واقعہ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ (خلیفہ اجل محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم) کا چشم دید مدرسۃ البنات میں بے راہ روی کا واقعہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جسے پڑھکر مزید ان مدرسوں کے حالات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے، ارشاد فرمایا

(۳) "ایک لڑکیوں کے مدرسہ میں میں گیا اور چشم دید دیکھا کہ مہتمم صاحب سرمہ لگائے ہوئے اور پان کھائے ہوئے بالغ لڑکیوں کے کمرے میں جا رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو کوئی ضرورت تو نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کمرے میں جا جا کر کیوں پوچھتے ہیں کیا آپ کیلئے پردہ معاف ہو گیا ہے بعد میں اس بستی کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ مہتمم صاحب رات کو مدرسے ہی میں سوتے ہیں اور مدرسے میں جس عورت کو نائب مہتمم رکھا ہے اس کا کمرہ مہتمم صاحب کے کمرے سے ملا ہوا ہے اور بیچ میں ایک دروازہ ہے۔۔۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مخلوق کے نفع کی خاطر اپنے لئے دوزخ کا راستہ مت اختیار کرو نہایت بین الاقوامی گدھا اور بے وقوف ہے وہ شخص جو دوسروں کو نفع پہنچانے کے لئے اپنے واسطے دوزخ کا راستہ بنا رہا ہے ایسے نفع متعدی پر لعنت بھیجو جس سے تمہارا نفع لازمی برباد ہو جائے"۔(۱)

اس کے علاوہ مدارس نسواں کے اور بھی بہت سے حیا سوز واقعات آئے دن پڑھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں۔

مظاہر علوم (وقف) اور مدارس نسواں

مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور سے مروجہ مدارس نسواں مع قیام و طعام کے متعلق عدم جواز کا فتویٰ بھی دیا گیا جسکو آئندہ صفحات پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) انعامات ربانی، ص ۴۸

مدارس نسواں اور حضرت باندویؒ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں مرتب کتاب جناب مفتی محمد زید صاحب رقمطراز ہیں۔

”ایک سلسلہ گفتگو اور خاص نوع کے اجلاس میں اور ایک شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے احقر سے فرمایا میرا حال تو یہ ہے کہ میں سب سے ملاقات کرتا ہوں مہمان نوازی کرتا ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ان کے نظریات سے بھی متفق ہوں اور ان کے کام میں بھی شریک ہوں میں تو بالکل اپنے اکابر کے طرز پر ہوں اور اسی پر سختی سے قائم ہوں لوگوں کو دھوکہ نہ ہونا چاہئے ملاقات مہمان نوازی دلجوئی تو میری شروع سے عادت ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنے اکابر کے طرز سے ہٹ گیا۔

مدرسۃ البنات کا آج کل بہت رواج ہوگیا ہے لوگوں کی دعوت پر میں انکے مدرسہ بھی گیا ہوں اور تقریر بھی کی لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں اور نہ ہی اس کو پسند کرتا ہوں اس میں بہت مفاسد ہیں میرے طرز عمل سے لوگوں کو دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔(۱)

اس کے علاوہ مرتب موصوف اپنی ایک دوسری تالیف میں حضرت باندوی کی آراء ومکتوبات تحریر فرماتے ہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم اور مدرسۃ البنات کے متعلق حضرتؒ کی رائے

”آج کل لڑکیوں کی تعلیم اور ان کے لئے دار الاقامہ کے نظم کے ساتھ مدرسۃ البنات کا بڑا رواج ہو رہا ہے ایک صاحب نے کسی بہانے سے حضرت کو اپنے یہاں مدرسہ کے سنگ بنیاد اور دعاء کے لئے بلایا وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ مقصد کچھ

(۱)حیات صدیق، ص، ۳۲۳

اور ہے لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے اور افتتاح کے ساتھ تائید میں حضرت والاؒ سے تقریر کرانا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا جب میں پہونچا تو ایک صاحب بڑی زور داری سے لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت اور اس کے فضائل پر تقریر فرمارہے تھے مجھ سے بھی تقریر کے لئے کہا میں نے کہا کہ میں تقریر کرنے تو آیا نہیں اور ایسی تقریر مجھ سے نہ کرایئے نہ میں کرسکتا ہوں جس سے اس قسم کے مدارس رواج دینے کی تائید ہو میں اس سے متفق نہیں ہوں تردید بھی نہیں کرتا پھر تائید بھی نہیں کرسکتا ان صاحب نے بہت اصرار کیا میں نے خیال کیا کہیں یہ نہ سمجھیں کہ ناراض ہو کر چلا گیا تھوڑی دیر بیان کر دیا میں نے کہا لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت و فضیلت کا کون انکار کرسکتا ہے اور کون اس کا مخالف ہوگا لیکن اصل مسئلہ طریقۂ تعلیم کا ہے ہمارے اکابر نے اس طرح دار الاقامہ کی شکل میں طریقۂ تعلیم کو پسند نہیں فرمایا اس میں مفاسد زیادہ ہیں لڑکیوں کے نظام کو تو قابو میں رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے ان کا معاملہ تو بڑا نازک ہوتا ہے نظام قابو میں رکھنا مشکل ہے کہیں نہ کہیں بے احتیاطی ضرور ہو جاتی ہے جس سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں مردوں سے بات ہوگی کبھی لڑکی درخواست دیگی کبھی بات چیت کریگی ایسے مواقع سامنے آتے ہیں کہ بات چیت بھی ہوتی ہے آمنا سامنا بھی ہوتا ہے اور میرے سامنے ایک دو نہیں کئی واقعات ہیں کہ مدرسہ کے منتظم صاحب خود بدکاری میں ملوث ہوگئے اور یہی ان کی عادت ہوگئی ۱۲ر بجے رات ہی کو لڑکیاں اپنا سامان لے کر مدرسہ سے بھاگیں ہمارے اکابر نے لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں جو طریقہ مقرر فرمایا وہ بہتر ہے کہ مقامی طور پر ہی ان کی تعلیم کا نظم ہو لڑکیاں یا تو گھر میں تعلیم پائیں یا مدرسہ میں لیکن پورے پردے کے اہتمام کے ساتھ ہو اور دار الاقامہ کی شکل میں نہ ہو پڑھکر گھر واپس آجائیں دار الاقامہ کی شکل میں مفاسد زیادہ ہیں احقر نے عرض کیا کہ حضرت مقامی طور پر ہر جگہ نظم نہیں ہوسکتا

پڑھانے والے لوگ نہیں ہوتے حضرت نے فرمایا اس کا نظم کیا جائے جو لوگ نظم کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اس کی بھی کوشش کریں کہ جگہ جگہ مقامی مدارس قائم ہوں احقر نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب سے ایک مرتبہ احقر نے اس کے متعلق سوال کیا تھا حضرت نے فرمایا تھا کہ اخف الضررین کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو گوارہ کر لیا جائے حضرت نے فرمایا ہر جگہ کے حالات جداگانہ ہوتے ہیں شہروں میں جہاں لڑکیاں کالج میں جاتی ہوں ان کے لئے تو یہی بہتر ہوگا کہ بجائے کالج کے ایسے مدرسوں میں جائیں یہ حالات کے لحاظ سے ہے شہر کے واقعی ایسے حالات ہوتے ہیں میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لڑکیوں کی تعلیم کے اور بھی طریقے ہیں اکابر نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس میں مفاسد کا کم احتمال ہے دوسرے اور طریقوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی طریقے کے پیچھے کیوں چل پڑے اور اصل بات یہ ہے اس عنوان سے مدرسہ قائم کرنے میں باہر سے پیسہ بہت ملتا ہے ورنہ قوم کی ہمدردی مقصود نہیں پیسہ کمانا مقصود ہے لڑکوں کے مدرسوں کے لئے اتنا پیسہ نہیں ملتا جتنا لڑکیوں کے مدرسوں کے لئے مل جاتا ہے۔

لڑکیوں کا نصاب تعلیم

اس ضمن میں نصاب کی بات چلی احقر نے عرض کیا کہ عموماً مدرسۃ البنات میں شرح وقایہ، ہدایہ، اور دورۂ حدیث وغیرہ سب پڑھاتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ غور کر کے نصاب مقرر کرنا چاہئے یہ تو مناسب نہیں کہ یہ نصاب سب کو پڑھا دیا جائے البتہ بعض واقعی سمجھدار ہوتی ہیں ان کو پڑھا دیا جائے جس طرح مردوں میں سمجھدار ہوتے ہیں اسی طرح عورتوں میں بھی بعض سمجھدار ہوتی ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ ہردوئی میں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی سے ایک مرتبہ احقر نے عرض کیا تھا حضرت نے فرمایا یہ طریقۂ تعلیم مناسب نہیں ہے لیکن اگر کسی کو

کرنا ہی ہے تو اس طرح نہیں اس طرح کے اس کی نظیر بیان فرمائی کہ عورتوں کی باجماعت نماز ممنوع ہی ہے لیکن اگر کرنا ہی ہے تو ان کا امام وسط میں کھڑا ہو گا اس طرح یہاں بھی سمجھنا چاہئے۔

تعلیم نسواں اور مدرسۃ البنات کے متعلق حضرتؒ کے بعض خطوط

لڑکیوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے سلسلہ میں حضرت اقدسؒ کے متعدد مکاتیب ہیں جو انشاء اللہ "علمی و اصلاحی مکاتیب" میں شائع ہونگے چونکہ لڑکیوں کی تعلیم اور اس کے نصاب و نظام سے متعلق گذشتہ ملفوظ میں تفصیل آئی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کے بعض اہم خطوط حضرتؒ کے مع تمہید نظر ثانی کردہ ہیں

(**مکتوب**) ایک صاحب کافی دور سے مدرسۃ البنات جس کا آجکل بڑا رواج ہو چکا ہے جس میں لڑکیاں اپنے وطن سے آ آ کر دار الاقامہ کی شکل میں رہ کر درس نظامی کا پانچ سالہ کورس حاصل کرتی ہیں اسی قسم کے ایک مدرسہ سے ایک صاحب حضرت کی خدمت میں ختم بخاری شریف کے لئے حضرت کو دعوت دینے آئے تھے اور عرض کیا کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب شیخ الحدیثؒ بھی تشریف لے جائیں گے آپ کو بھی وہاں چلنا ہے اس وقت حضرت اقدس نے حضرت شیخ الحدیث کے نام مندرجہ ذیل مکتوب تحریر فرمایا

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مخدومی حضرت اقدس دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بعافیت ہو، ایک صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور اصرار کیا کہ مدرسۃ البنات میں ختم بخاری شریف ہے تم کو وہاں چلنا ہے ان سے احقر نے عرض کیا کہ میرے بڑے وہاں موجود ہیں اگر وہ حضرات وہاں تشریف

لے جائیں گے تو احقر حاضر ہو جائیگا اب تک تو احقر کے ذہن میں یہ بات ہے کہ لڑکیوں کی اس قسم کی تعلیم کو اپنے بڑوں نے پسند نہیں کیا حضرت والا اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں حضرت کا کیا حال ہے وہاں حضرت کی موجودگی میں اس کام کے لئے احقر کا حاضر ہونا کس طرح جائز ہوگا احقر کی ہمت نہیں ہے خادم کی حیثیت سے حاضر ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہاں حاضری حضرت والا پسند فرمائیں دعاء کی درخواست ہے۔

احقر صدیق احمد۔ مدرسہ، عربیہ ہتورا باندہ

مدرسۃ البنات کے متعلق حضرتؒ کی رائے

ایک صاحب نے تحریر فرمایا کہ مجھے ایک ضروری مشورہ کرنا ہے وہ یہ کہ کیا لڑکیوں کیلئے مدارس کا قیام موجودہ حالات میں ضروری ہے؟ جو لوگ رہائشی مدرسہ کے قیام کے خواہش مند ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ اچھی بدعت ہے چونکہ گھر گھر آجکل سنیما، ٹی وی کا رواج ہے گھروں میں دینی تعلیم مشکل ہے اس لئے یہ صورت بہتر ہے حضرت والا اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ حضرت نے جواب تحریر فرمایا:

مکرمی زید کرمکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

اکابر نے اس کو پسند نہیں کیا لیکن حالات کے بدلنے سے رائے بدل جاتی ہے دار الاقامہ میں تو فتنہ معلوم ہوتا ہے۔ لڑکیاں پڑھ کر روزانہ اپنے گھر آجایا کریں ایسا انتظام ہو جائے تو زیادہ مناسب ہے(۱)

صدیق احمد (جامعہ عربیہ ہتورہ، باندہ)

حضرت موصوف کے ان ارشادات کو جناب مفتی مجد القدوس زید مجدہم نے فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم کو سنایا تو حضرت

---

(۱) افادات صدیق، ص، ۱۴۳ تا ۱۴۸

مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا ''یہی میرا بھی معاملہ ہے''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولانا صدیق احمد صاحبؒ باندوی اور حضرت مفتی صاحب اس بارے میں بالکل متفق الرائے ہیں۔

نیز اس سلسلہ میں ازہر ہند دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور سے دیے گئے فتاویٰ بغرض افادیت نظر قارئین ہیں؛ ملاحظہ فرمائیں

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں آجکل اسلامی مدارس نسواں کھل رہے ہیں جس میں بالغ و نابالغ لڑکیوں کے رہنے سہنے کے لئے دار الاقامہ نیز کھانے پینے کا نظم وضبط مدرسہ ہی میں ہوتا ہے اس طرح بالغ و نابالغ لڑکیاں دور دراز سے سفر کر کے ان مدرسوں میں آتی ہیں اور ان مدارس میں تعلیم حاصل کرتی ہیں ان مدرسوں کا نصاب تعلیم وہی ہے جو دیگر مدارس اسلامیہ میں درس نظامیہ کا ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ مروجہ مدارس ناجائز ہیں کیوں کہ اس سے فتنہ وفساد کا قوی اندیشہ ہی نہیں بلکہ بہت سے حیاسوز واقعات بھی سننے اور پڑھنے میں آتے ہیں جب عورتوں کو (بوجہ فتنہ وفساد) مسجد میں جاکر نماز باجماعت کی اجازت نہیں تو بھلا ان مدرسوں میں رہ کر تعلیم حاصل کرنیکی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ عمرو کہتا ہے کہ آجکل تعلیم کا دور دورہ ہے ہر امیر و غریب اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دینے میں کوشاں ہے کالجوں میں پڑھ کر ان کا ایمان و عقیدہ بھی محفوظ رہنا مشکل ہوتا ہے جن کے مضرات روز روشن کی طرح عیاں ہیں جس میں وہ ملحدانہ ومشرکانہ تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور وہاں ان کے دل میں اسلامی تعلیمات سے نفرت پیدا کی جارہی ہے اور ان کو طرح طرح کے شکوک وشبہات میں ڈالا جارہا ہے اس لئے اھون البلیتین کے قاعدے سے یہ اسلامی مدارس نسواں جائز ہی نہیں بلکہ وقت کی اہم ضرورت ہے مزید یہ بھی کہتا ہے چونکہ مسلم لڑکیوں میں تعلیم

نہیں ہے اس لئے وہ اپنے ایمان و عقیدے کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے شکوک شبہات کی تردید نہیں کرپاتیں آج ضرورت اس بات کی ہے کہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے اور عالمہ حافظہ بنانے کے لئے ان مدارس میں داخلہ کرانا چاہئے ان مدرسوں میں اکثر و بیشتر معلمہ خواتین ہوتی ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا زید کا نظریہ صحیح ہے یا عمرو کا اور اھون البلیتین کے بارے میں علماء و فقہاء کی کیا رائے ہے اور اھون البلیتین کب اور کس وقت معتبر ہے؟ کیا مروجہ مدارس نسواں کے جواز کے سلسلہ میں یہ قاعدہ معتبر ہے؟ اور اسلاف و اکابر کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے اور اگر یہ مدارس نسواں جو کھلے ہیں اس میں اپنی لڑکیوں کو تعلیم نہ دی جائے تو پھر لڑکیوں کی تعلیم کا کیا نظم کیا جائے نیز اگر اس میں مضرات ہیں تو اس کو بھی اور منافع کو بھی واضح طور سے بیان فرمادیں۔۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر جزیے کا جواب عنایت فرمائیں۔۔ **بینوا و توجروا**

فتویٰ دار العلوم دیوبند

الجواب نمبر ۱۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سلسلہ میں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت تھانویؒ نے "رسالہ اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں" کے نام سے تحریر فرمایا ہے جو بہشتی زیور حصہ اول میں بطور ضمیمہ شامل ہے اہل علم و دانش اسے ملاحظہ فرما کر شریعت کی روشنی میں مذکورہ مدارس سے متعلق خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

الجواب صحیح	الجواب الصحیح	کفیل الرحمٰن نشاط
محمد ظفیر الدین غفرلہ	محمد عبد اللہ غفرلہ	نائب مفتی دار العلوم دیوبند
		۲۸-۱-۱۴۲۰ھ

فتویٰ دار العلوم (وقف) دیوبند

الجواب الف...... نمبر ۹۵۷

اور اسی استفتاء کا جواب دار العلوم (وقف) دیوبند سے درج ذیل ہے

الجواب و باللہ التوفیق

اصولی طور پر اسلام نے لڑکوں اور لڑکیوں پر دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کے حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" (خواہ مرد ہو یا عورت) لیکن سب سے پہلے لڑکیوں کو تعلیم دلانے کا مقصد متعین ہونا چاہئے اگر مقصد وہی ہے جو عام طور پر لوگوں کی زبان پر ہے کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں اور معاشی میدان میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں تو اس کی قطعاً اجازت نہیں کیونکہ مرد و عورت دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ ذمہ داریاں رکھیں ہیں بیوی اور بچوں کی معاشی کفالت مردوں کے ذمہ ہے اور اگر مقصد یہ ہے جو سوال میں مذکور ہے کہ "عام کالجوں اور اسکولوں میں ملحدانہ ومشرکانہ تعلیم سے نہ صرف ایمان وعقیدہ محفوظ نہیں رہتا بلکہ اسلامی تعلیم سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور یہ لڑکیاں علم نہ ہونے پر ایمان وعقیدہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور شکوک وشبہات کی تردید نہیں کرپاتیں" اس مقصد کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے ایسے اداروں اور مدارس کا قیام لڑکیوں کے لئے بہت ضروری ہے لیکن اس کے لئے بھی اسلامی تعلیمات اور شرعی حدود و قیود کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

شریعت نے عورت پر بغیر محرم کے سفر کرنے پر پابندی لگائی ہے حتیٰ کہ حج جیسے اہم فریضہ کی ادائگی کے لئے بھی محرم کی قید لگائی ہے کہ بغیر محرم کے اس پر حج فرض ہی نہیں ہے۔

ایسے مدارس اور ادارے جن میں مقامی اور دوسرے شہروں کی لڑکیاں (بالغ یا قریب البلوغ) بغیر محرم کے رہتی ہیں اگر چہ وہ پردہ کی اور آمد و رفت کے موقع پر محرم کے ساتھ ہونے کی شرط کو پورا کر دیں اور ایسے اداروں میں پڑھانے اور انتظام پر عورتیں مامور ہوں کسی نہ کسی درجہ میں غیر محرم سے واسطہ پڑتا ہے یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ ایسے اداروں کے منتظمین ہفتہ میں ایک دن شاپنگ کرانے بازار لیجاتے ہیں یا تفریح وغیرہ کے بہانے لیجاتے ہیں اس میں فتنہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے بہتر ہے کہ مقامی طور پر ہر چھوٹے بڑے شہر اور قصبات میں ایسے ادارے قائم کیے جائیں جہاں دینی و عصری تعلیم کا عورتوں کے لئے خصوصی انتظام ہو اور عورتوں کے لئے مردوں سے الگ تعلیمی نظام وضع کیا جائے کیوں کی یہ بچیاں مستقبل کی مائیں ہیں اور بچوں کا ابتدائی مدرسہ گھر ہی ہوتا ہے اگر ماں باپ دین اور دینی اور عصری تعلیم یافتہ ہوں تو اولاد کی تربیت بھی صحیح انداز سے کر سکتے ہیں لیکن ان اداروں میں ھاسٹل بنانا مقامی اور غیر مقامی لڑکیوں کے لئے جس میں وہ مستقل رہائش پزیر ہوں تجرباتی بنیاد پر فتنوں کا سبب بنتا ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح — محمد عارف قاسمی

خورشید عالم — رکن دار الافتاء (وقف) دار العلوم دیوبند

۲-۶-۲۰ھ

فتویٰ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

الجواب نمبر ۳۱۱:-

مذکورہ بالا استفتاء کا جواب مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کی طرف سے یہ دیا گیا ہے۔

الجواب بعون الملہم للصدق والصواب

لڑکیوں عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں دریافت طلب امور کا جواب مجموعی طور پر لکھا جاتا ہے اس سلسلہ میں حضرات اکابر علماء و مفتیان کرام کی رائے چھپ چکی ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ضمیمہ بہشتی زیور حصہ اول اور اصلاح متعلقہ بتعلیم نسواں تحریر فرمایا ہے جناب مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی احسن الفتاویٰ جلد ہشتم صفحہ ۵۹ پر باب الحظر والاباحہ کے تحت جامعۃ البنات کا حکم تفصیل سے تحریر فرما دیا ہے اسی طرح افادات صدیق میں حضرت الاستاذ مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوھیؒ کی آراء نقل کی گئی ہیں جن سے علی الاطلاق مدرسۃ البنات کی تائید نہیں ہوتی اس سلسلہ میں خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ عورتیں انسانی برادری کا نصف حصہ ہیں ان کی جہالت اور لاعلمی کا مطلب یہ ہے کہ آدھی انسانیت ان سے بے بہرہ رہے لہٰذا ان کی تعلیم و تربیت سے اغماض و اعراض برتنے کا کوئی جواز نہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تعلیم و تربیت کے لئے مردوں کے دوش بدوش چلائی جائیں ایسا کرنا شرعاً و عقلاً ناجائز و مضر ہے۔ظاہر یہ ہے کہ ان کو وہی تعلیم دی جائے جس کی ان کو دنیا و آخرت میں ضرورت شرعاً و عقلاً ثابت و مسلم ہے مثلاً ان کی ضروری مذہبی و معاشرتی تعلیم و تربیت کا انتظام ان کے والدین اپنے گھر پر ہی کریں کھانا پکانا کپڑے سینا اور دیگر

امور خانہ داری کے طور طریقے ڈھنگ اور سلیقہ سکھائیں جس سے لڑکیاں اولاً اپنے والدین اور بھائی بہنوں کی اور ثانیاً اپنے شوہر اور بچوں کی گھریلو ضروریات پوری کرسکیں۔ جو گھرانے ایسے نہیں ہیں وہاں ان کی تعلیم و تربیت کرنے پر انکے والدین قادر نہیں ہیں جہل و ناواقفیت طاری ہے اور لڑکیاں الحاد و بے دینی کے نصاب و نظام تعلیم سے وابستہ ہیں یا اس کا خطرہ ہے وہاں **اھون البلیتین** اور **اخف الضررین** کا تقاضہ یہی ہے کہ انہیں ایسے دینی مدارس میں داخل کرادیا جائے جہاں **مکمل** طور پر استانیاں و طالبات اور کارکنان سب عورتیں ہوں غیر محرم مردوں کا عمل و دخل نہ ہو پردے کے شرعی تقاضوں کا پورا خیال رکھا جاتا ہو۔ نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ہر مسلمان کی اتنی حیثیت اور مالی وسعت نہیں کہ وہ اپنی لڑکی کو دار الاقامہ میں رکھ کر اس کے اخراجات برداشت کر سکے اس لئے کہ رائج الوقت مدارس البنات کے اخراجات و مصارف اسکولوں اور کالجوں سے کچھ زائد مختلف نہیں ہیں ایسی لڑکیوں کے والدین و سرپرستان (بڑے بھائی اور بعد میں شوہر بھی) انہیں ضروری دینی و دنیوی احکام و مسائل سے آگاہ کرنے کے لئے روزانہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ نکال کر انکو کم از کم قرآن پاک ناظرہ صحت و مخارج و صفات کے ساتھ پڑھائیں اسی طرح ''بہشتی زیور'' اور ''حسن معاشرت'' ''مسلم خواتین'' کے لئے بیس سبق وغیرہ معتبر دینی ضروریات اور اسلامی معاشرت پر مشتمل کتابیں پڑھائیں یا سنادیا کریں یا وقتاً فوقتاً کسی اچھے متدین عالم سے عورتوں کے مناسب حال وعظ کہلوادیا کریں اس طرح بھی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا نظم ہو سکتا ہے۔۔ مقصد یہ ہے کہ دور حاضر کے گوناگوں شرور و فتن جس سے لڑکوں کو بچانا دشوار ہو رہا ہے ان سے لڑکیوں کی حفاظت از حد ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ جو کام ان کی اصلاح کے لیے کیا جارہا ہے وہی انکے لئے فساد کا باعث ہو۔ ہمارے موجودہ علماء محتاطین اور اکابر مصلحین کا فکر و نظر

یہی ہے اس سلسلے میں ہمارے یہاں سے دو جواب اس سلسلہ میں پہلے بھی دیئے جا چکے ہیں فقط

واللہ ولی التوفیق وبیدہ زمۃ التحقیق۔

الجواب صحیح — احقر محمد القدوس عفا اللہ عنہ

محمد امین غفرلہ — مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

خادم مظاہر علوم (وقف) سہارن پور — ۸ جمادالاولیٰ، ۱۴۲۰ھ

۸ جمادالاولیٰ، ۱۴۲۰ھ

☆☆☆☆☆

فتویٰ مظاہر علوم (دارجدید) سہارنپور

الجوب نمبر ۴۴

مذکورۃ الصدر استفتاء کا جواب مظاہر علوم (دار جدید) سے یہ دیا گیا

الجواب وباللّٰہ التوفیق

لڑکیوں کے لئے باقاعدہ مدارس کا نظام اکابر نے نہیں بنایا ان کے لئے تعلیم کی ضرورت ہر زمانے میں رہی ہے۔ مگر گھروں میں رکھ کر ہی ان کی تعلیمی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے بالغ لڑکیوں کا مدارس میں قیام فتنہ سے خالی نہیں ہے فتنہ کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اگر کسی فعل میں مصلحت بھی ہو اور مفسدہ بھی تو دفع مفسدہ کی خاطر اس فعل کو ترک کر دیا جائے یہ بھی فقہی قاعدہ ہے۔

پس عافیت اسی میں ہے کہ بالغ لڑکیوں کو مدرسہ میں نہ رکھا جائے کمسن بچیوں کو مدرسہ میں تعلیم دی جاسکتی ہے فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمد طاہر عفااللہ عنہ

مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح
العبد محمد اسرار
۲۲ محرم ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح
مقصود احمد
۱۴-۱-۱۴۲۰ھ

احقر کو بھی اس جواب سے اتفاق ہے۔

عبدالقدوس رومیؒ مفتی آگرہ

۱۷-۴-۲۰ھ

اسی سلسلے کا ایک دوسرا سوال مظاہر علوم (دار جدید) میں آیا جسکا جواب مع سوال من وعن درج ذیل ہے۔

باسمہ تعالیٰ

سوال:۔ گرامی قدر مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃاللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ آج کل ہندستان میں بالخصوص گجرات میں مدرسۃ البنات کی کثرت ہوتی جارہی ہے جس میں لڑکیاں دارالاقامہ میں مستقل قیام کرتی ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا اس طرح لڑکیوں کے مدارس کا قیام شرعاً درست ہے؟

(۲) کیا بالغ لڑکیوں کا اس طرح مسافت شرعی کے باوجود بغیر محرم کے گھر

سے دور رہنا صحیح ہے؟ جب کہ حج جیسا اہم فریضہ کی ادائیگی بھی بغیر محرم کے درست نہیں ہے نیز نماز کے لئے بھی قعر بیت کا حکم دیا گیا ہے تو کیا تعلیم نسواں حج و نماز سے بھی زیادہ اہم وضروری ہے؟

(۳) اور اگر مسافت شرعی سے کم مقدار پر مدرسہ ہے تو کیا وہاں لڑکیوں کے قیام کی بغیر محرم کے گنجائش نکل سکتی ہے؟ اور نابالغ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) اس طرح معلمات بغیر محرم کے دور دراز سے پڑھانے آتی ہیں اور قیام بھی کرتی ہیں ان کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۵) اگر معلمات کی قلت کی وجہ سے معلمین رکھے جائیں تو کیا یہ درست ہے اور اگر درست ہے تو تعلیم کی کیا شکل ہوگی؟

(۶) نگراں و منتظم مرد حضرات بغیر حجاب کے معلمات و طالبات سے گفتگو و ملاقات کر سکتے ہیں؟

(۷) کیا عورتوں کا جماعت تبلیغ میں محرم کے ساتھ عشرہ و چلہ وغیرہ میں نکلنا درست ہے جب کہ محرم ہر وقت عورت کے ساتھ نہیں رہتا بالخصوص شب میں مندرجہ بالا اسئلہ کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل عنایت فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

فتوی مظاهر علوم (دار جدید) سهارنپور

جواب نمبر :۲۲۱

الجواب و باللّٰه التوفیق

(۱) عن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم طلب العلم فریضةٌ علی کل مسلم (وفی روایة) ومسلمة (مشکوۃ مع حاشیہ صفحہ ۳۴)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر اتنا ہی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے ایمان کی بنیاد، توحید و رسالت اور عقائد کی اصلاح ہو سکے اسی طرح اعمال نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ درست اور صحیح طریقہ پر ادا ہو سکیں معاملات معاشرات اور اخلاق بھی درست ہو جائیں پس لڑکوں کی طرح لڑکیوں کے لئے بھی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہوا مگر اس کے لئے مدرسۃ البنات قائم کرنا جس میں دار الاقامہ بھی ہو لڑکیاں وہاں مستقل قیام کریں یہ طریقہ سلف صالحین اور اکابر علماء سے ثابت نہیں عورت کا گھر سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان (رواہ الترمذی مشکوٰۃ صفحہ ٢٦٩)

حضرات فقہاء نے مسجد کی جماعت 'جمعہ' عیدین 'اور وعظ وغیرہ کے لئے عورتوں کا نکلنا ناجائز قرار دیا ہے جب ایسی اہم عبادات کی خاطر تھوڑے سے وقت کے لئے قریب تر مقام میں نکلنے پر اس قدر پابندی ہے تو مدرسۃ البنات جس میں دار الاقامہ ہو اور دور دراز سے طالبات آئیں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہونا چاہئے ہمارے اکابر و اسلاف نے بھی اس طریقہ کو اختیار نہیں کیا نہ اسکو پسند کیا جب کہ غلبۂ جہل اور دین سے ناواقفیت کچھ کم نہ تھی اگر اس میں بھلائی ہوتی تو اکابر اس کی طرف ضرور متوجہ ہوتے خیر و برکت اکابر کے نقش قدم پر چلنے میں ہے، پس لڑکیوں کے لئے تعلیم کا نظم ان کے مکانوں میں ہی ہونا چاہئے حکیم الامت حضرت اقدس تھانویؒ نے تحریر فرمایا کہ گھر کے مرد ذی علم ہوں تو وہ پڑھا دیں ورنہ اگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو وہ خود پڑھائیں ورنہ دوسری بیبیوں سے پڑھوائیں۔ آگے تحریر فرماتے ہیں۔ اور یہ میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ زنانہ مکتب قائم کیا جائے جیسے مردانہ مکتب باقاعدہ ہوتے ہیں اس باب میں واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان واقعات نے یقین دلایا ہے کہ ایسے مکتبوں کا اثر اچھا نہیں ہوتا (اصلاح النساء صفحہ ١٥٣)

ایک دوسرے موقع سے فرمایا کہ عورتوں کو اسکولوں کے ذریعہ سے یا زنانہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دینا توسم قاتل ہے میں مدرسہ نسواں کو بھی پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم کے تحت ہوں میں تجربہ کی بناپر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسانہ کرو ورنہ اگر تم نے میرا کہنانہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ کر عورتوں کو گھر میں ہی تعلیم دو، اگر عربی میں تعلیم دو تو سبحان اللہ ورنہ اردو میں ہی دینا چاہئے۔

(اصلاح خواتین، ص۱۲۸)۔

چنانچہ آج کل مدرسۃ البنات میں آئے دن زنا اور غلط کاری کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اس لئے حضرت تھانویؒ کی ہدایت بالکل بجا اور درست ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

(۲و۳) لڑکیوں کا بغیر محرم کے دارالاقامہ میں قیام کرنا فتنہ سے خالی نہیں بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے اگرچہ وہ دارالاقامہ شرعی مسافت سے کم دوری پر واقع ہو

(۴) معلمات کا دور دور سے بغیر محرم کے آنا بھی فتنہ کا باعث ہے انکے لئے وہاں قیام کا حکم بھی وہی ہے جو اوپر متعلمات کیلئے تحریر کیا گیا ہے۔

(۵) درست نہیں

(مستفاد از فتاوی محمودیہ ۲۳۵/۱۷ (احسن الفتاویٰ)

(۶) نگراں و منتظم حضرات غیر محرم ہوں تو انکے سامنے بے پردہ آنا بالکل جائز نہیں اور بے تکلفی سے گفتگو کرنا اور ملاقات کرنا سخت فتنہ کا موجب ہے۔ حدیث شریف میں اس کی شدت سے ممانعت آئی ہے۔ لایخلو رجل بامرائة الاو معها محرم (عمدة القاری ۱۲۶/۷) ایک اور روایت میں ہے ایا کم و الدخول علی النساء

(اعلاء السنن ۳۸۵/۱۷)

(۷) عورتوں کیلئے بہتر یہ ہے کہ تبلیغ کا کام بھی مقامی طور پر اپنی بستی میں کریں ہر

ہر جگہ اس کا اہتمام ہوگا تو مقصد تبلیغ حاصل ہو جائے گا(۱) .... فقط

واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور ۱۷۔۳۔۲۰ھ

الجواب صحیح
العبد محمد اسرار۔
۱۷/۳/۲۰ھ

الجواب صحیح
مقصود احمد۔
۱۷/۳/۲۰ھ

مذکورہ فتاویٰ کے بعد حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مدظلہم کا فتویٰ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو موصوف اپنے معرکۃ الآراء مجموعہ احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۵۹ پر باب الحظر والاباحۃ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

جامعات البنات کا حکم

احکام شریعت کے علم اور ان پر عمل کرنے میں تصلب و پختگی کی تحصیل

---

(۱) استاذ محترم مفتی مجد القدوس رومی مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور نے جب اس فتویٰ کو دیکھا تو فرمایا کہ نمبر ۶ تک جوابات بالکل صحیح و درست ہیں، نمبر ۷ کے تحت سوال کا مکمل حکم شرعی لکھنے سے گریز محسوس ہوا، طالبات مدرسۃ البنات اور مسافرات دعوت و تبلیغ مروجہ کے حکم شرعی میں فارق کیا ہے؟ جو صورت سوال میں ہے اسکا حکم ممانعت لکھنا چاہئے جیسا کہ استاذی حضرت مفتی محمد یحییٰ صاحب" اس سلسلہ میں اب سے تقریباً ۴۲ سال قبل عورتوں کے مقامی و بیرونی تبلیغی کام کے متعلق حکم شرعی تحریر فرما چکے ہیں کہ "عورتوں کو تبلیغی جماعت بنا کر باہر جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے خصوصاً اس زمانہ میں اسلئے عورتوں کو تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے نہ اپنے شہر کے دوسرے محلہ میں جانا بہتر ہے" الخ
(فتاویٰ مظہریہ، ص ۲، استفتاء نمبر ۵، ج ۱۹۔ جواب نمبر ۳۵ مورخہ ۱۸۔۵۔۸۷ھ ۱۳ھ)
اس سلسلہ میں اکابر مفتیان ہند (مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مفتی مہدی حسن شاہ جہانپوریؒ، مفتی سعید احمد اجراڑویؒ، اور حضرت استاذی مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی) کے فتاوی شائع ہو چکے ہیں انکا مطالعہ کرلیا جائے وہی ہمارے قدیم دار الافتاء کا معتمد فتوی بھی ہے۔

کی غرض سے کسی ایسے مدرسۃ البنات میں پڑھنا جائز ہے جس میں شرائط ذیل کی پابندی کا اہتمام ہو۔

(۱) پڑھانے والی صرف خواتین ہوں نامحرم مرد سے پڑھنا جائز نہیں وجوہ عدم جواز کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) معلمات روز مرہ کی زندگی سے متعلقہ مسائل و احکام شرع کے علم میں کمال رکھتی ہوں۔

(۳) عمل میں پختہ ہوں اور متعلمات میں بھی عملی پختگی پیدا کرنے کی فکر رکھتی ہوں معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات اور منکرات و فواحش سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کا درد رکھتی ہوں بالخصوص منکرات جو عام معاشرہ میں داخل ہو گئے ہیں جیسے بے پردگی، تصویر، ٹی وی، غیبت وغیرہ۔

(۴) نصاب تعلیم اور طریق تعلیم کا مقصد و محور یہی ہو جو اوپر بیان کیا گیا، یعنی روز مرہ کی زندگی سے متعلقہ احکام شریعت کے علم اور اس کے مطابق عمل میں پختگی پیدا کرنا بالفاظ دیگر فکر آخرت پیدا کرنا، اصطلاحی عالمات اور فاضلات بنانے والا نصاب واجب الترک ہے اور ایسے القاب حاصل کرنے کی ہوس واجب الاصلاح۔

(۵) مدرسہ میں کوئی محرم چھوڑ کر آئے اور واپسی پر بھی کوئی محرم مرد ساتھ لائے موجودہ جامعات البنات میں شرائط مذکورہ مفقود ہیں۔ علاوہ ازیں ان جامعات کی تعلیم میں مندرجہ ذیل فسادات بھی ہیں:

(۱) جامعات تک آمد و رفت کے لئے گھر سے روزانہ خروج و دخول اور جامعہ میں دخول و خروج کے اوقات اور آمد و رفت کا راستہ متعین ہونے کی وجہ سے بدمعاش لوگ تعاقب کرتے ہیں اور اگر کوئی گاڑی متعین ہو تو ڈرائیور شرارت کرتا ہے۔ یہ صرف خطرات ہی نہیں واقعات ہیں۔

(۲) گھر سنبھالنے کی صلاحیت سے محرومی۔

(۳) گھریلو کام کاج کو اپنی شان کے خلاف سمجھنا۔

(۴) گھریلو کاموں کیلئے ملازمہ رکھتی ہیں جو فاسقات ہوتی ہیں اور دین جان و عزت اور مال کے لئے مہلکات ثابت ہو رہی ہیں۔

(۵) گھروں میں فارغ پڑی رہنے سے نفسانی و شیطانی خطرات کے علاوہ جسمانی ورزش نہ ہونے کی وجہ سے قلب و قالب دونوں کی صحت برباد۔

(٦) جامعات سے فارغ ہونے والی عالمات و فاضلات میں مرض عجب و کبر۔

(۷) قرآن و حدیث سے براہ راست تخریج مسائل کا شوق رکھتی ہیں جو دین کی تباہی اور شیوع الحاد کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ کتب فقہ سے بھی کسی غیر مفتی کے لئے مسائل نکالنا جائز نہیں۔

(۸) ان عالمات و فاضلات کو علماء و فضلاء کے رشتے نہیں ملتے تو جہلاء بلکہ فساق و فجار اور بے دین ملحدین مبتدعین سے بھی شادی کر لیتی ہیں جس میں علم دین کی سخت توہین ہے جو درحقیقت دین کی توہین ہے۔

حالات مذکورہ کے پیش نظر ان جامعات کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کرنا علماء پر فرض ہے۔ بہتر اور بے ضرر طریقہ صرف یہ ہے کہ بچیوں کو اپنے گھروں ہی میں رکھ کر مقصد مذکورہ تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جس کے لئے مندرجہ ذیل امور اربعہ کا اہتمام کافی ہے۔

(۱) تجوید قرآن۔

(۲) بہشتی زیور کی تعلیم۔

(۳) کسی شیخ کامل کے مواعظ کی خواندگی۔

(۴) گھر سنبھالنے کی صلاحیت اور گھر کا کام خود کرنے کا سلیقہ پیدا کرنا اور اس کی عادت ڈالنا

امور مذکورہ کی پابندی پر کچھ محنت تو کرنا پڑے گی مگر فکر آخرت ہو تو اتنی سی محنت کچھ بھی نہیں، تحصیل دنیا کے لئے اس سے ہزاروں درجہ زیادہ محنتیں اور مشقتیں برداشت کی جا رہی ہیں۔

نامحرم مرد سے پڑھنا بوجہ ذیل ناجائز ہے

(۱) روزانہ نامحرم کی صحبت میں بیٹھنا۔

(۲) زیادہ دیر تک بیٹھے رہنا۔

(۳) اشکالات علمیہ حل کرنے اور فہم و تفہیم کے لئے استاد و طالبات کے درمیان بار بار مراجعہ۔

(۴) قرب مکانی مجلس وعظ کے بنسبت زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) طالبات معدودات ہوتی ہیں اور استاد کی نظر میں مشخصات و معہودات، مجلس وعظ میں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

(۶) معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ استاد رجسٹر میں حاضری لگانے کے لئے ہر طالبہ کا نام پکارتا ہے اور وہ جواب دیتی ہے اس سے جانبین کے درمیان خصوصی معرفت اور مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔

نیز حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ (استاد حدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ خٹک پاکستان) اپنی تالیف "کشف الغطاء عن تبلیغ النساء" میں رقم طراز ہیں "عورتوں کے لئے تحصیل علم کے لئے گھر سے باہر نکلنا ناجائز و حرام ہے"

طوالت کے خوف سے موصوف کی پوری تحریر نقل نہیں کر رہا ہوں تفصیل کے لئے کتاب مذکور کا مطالعہ فرمایا جائے۔

مذکورہ بالا اقتباسات و اقوال اور فتاوٰی کے پیش نظر مروجہ مدارس نسواں

کے کھولنے کا ارادہ ترک کر دینا چاہیے اور جو کھل گئے ہیں انکی اسلاف و اکابر کے اقوال وارشادات کے مطابق اصلاح کرنی چاہیئے اور اسلاف وکابر جو خطوط و نقوش ہمارے لئے اس سلسلے میں بنا گئے ہیں انہیں پر کاربند رہنا چاہیئے۔

جیسا کہ علامہ منذریؒ نے ''ترغیب وترھیب'' میں ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ "البرکۃ مع اکابر کم "(۱)

یعنی خیر و برکت اکابر کے نقش قدم پر چلنے میں ہے اس لئے اکابر کے ارشادات کے مطابق لڑکیوں کو گھر ہی میں رکھ کر تعلیم دینا چاہیۓ اسی میں خیر و عافیت ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

عورتوں کو علم دین گھر پر ھی پڑھانا چاھئے

جس کی روح دو امر ہیں ایک یہ کہ ان کو صرف علم دین پڑھایا جائے دوسرے یہ کہ تعلیم خاص طرز سے متفرق طور پر گھر میں ہونا چاہیۓ مدارس کے طرز پر مجتمع طور پر نہ ہونا چاہیۓ کہ شریعت نے بلا ضرورت شدیدہ انکے اجتماع و خروج عن البیوت (گھر سے نکلنے) کو پسند نہیں کیا اور واقعات نے بھی اسکے مفاسد ایسے دکھلا دیۓ کہ بجز متعامی (خود اندھا بننے والا) کے اعمٰی (اندھے) نے

---

(۱) الترغیب والترہیب ص، ۱۳۰، ج ۱، مجمع الزوائد، ص ۱۵، ج ۸۔ مستدرک حاکم، ص ۶۲، ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۶۵، ج ۱۱۔ ودیگر کتب احادیث میں یہ روایت منقول ہے

بھی انکو دیکھ لیا اور راز اس میں یہ ہے کہ اس اجتماع کو جس درجے کی نگرانی کی ضرورت ہے وہ عورتوں سے بن نہیں پڑتا کہ وہ خود مستورہیں (پردے میں رہنے والی ہیں) اور مردوں کے دخل میں وہ نگرانی بھی کہاں رہی اس نگرانی کا حاصل یہی اختلاط بالرجال (مردوں سے میل جول نہ رکھنا) تو تھا ہی نگرانی تو کم اور خروج عن البیت کے بعد مواقع فساد میں وسعت ہوگئی دوسرے اگر معلمہ شریف و متدین و شفیق و ذی اثر و باوجاہت و بارعب ہو تو اسکا نوکر رکھنے کے لئے میسر ہونا قریب محال ہے اور جو نوکر رکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔ وہ ان اوصاف سے معریٰ (خالی) جس کی صحبت مردوں سے زیادہ خطرناک ہے (١)

علاوہ ازیں بہشتی زیور ص ۹۱۔ پرحضرت تھانویؒ طریقہ تعلیم یوں تحریر فرماتے ہیں اور یہ طریقہ زیادہ احوط و اھون ہے۔ فرمایا

طریقۂ تعلیم ''اسلم طریق لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے (اور اسی طریقہ تعلیم سے بڑی بڑی عالمہ اور حافظہ پیدا ہوئیں) کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتیٰ الامکان اگر ایسی استانی مل جائے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت و بااثر ثابت ہوئی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے تو اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں پڑھانے کا تو یہ طرز ہو۔

---

(١) اصلاح انقلاب امت، ص ۴۸)۔

نصاب تعلیم :-

اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو (میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں) (۱) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں انکو چھوڑ دے اور اپنی بیوی کے ذریعہ سے سمجھا دے اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ انکو یہ مقامات محفوظ رہیں پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی چنانچہ بندہ نے اختری بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے صفحہ ۳ کے حاشیہ پر شروع ہوا ہے اسکا خلاصہ لکھ دیا ہے مگر بعضے لوگ اسکو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھا دے اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے اختری بہشتی زیور کے دسویں حصہ کے ص ۴۹ پر مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھکر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ انکے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اسکا بھی انتظام کریں کہ انکو تدریس کا شوق ہو تاکہ عمر بھر علمی شغل رہے تو اس سے علم و عمل کی تجدید و تحریص ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی

---

(۱) کچھ دینی اصلاحی کتابوں کے نام تحفۂ خواتین، ص ۴۵۹ پر مذکور ہیں انکے علاوہ جو جس وقت جہاں حالات کے پیش نظر مناسب سمجھیں متدین علماء دین سے صلاح و مشورہ کر کے تجویز کر لیا جائے۔

ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔ یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔

لکھنا کب سکھلایئے

رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بے باکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ضروریات خانگی کے لئے اس کی بھی حاجت ہوتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلائیں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلاء نے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔(۱)

(۱) مزید تفصیل کے لئے احسن الفتاوی، ص ۳۴، ج ۸۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حرف آخر

یہ قابل عمل خطوط و نقوش جو اسلاف و اکابر؂ ہمارے لئے متعین فرما گئے انھیں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ہر محلّہ، ہر قریہ اور ہر بستی میں چھوٹے چھوٹے مکاتب دینیہ قائم کیے جائیں تا کہ چھوٹی بچیاں روزانہ آئیں اور پڑھ کر گھر چلی جائیں نیز متدین علماءِ دین سے مشورہ کر کے اگر دوسرا کوئی احسن طریقہ ہو تو اسے بھی اپنائیں بشرطیکہ فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت مطہرہ پر عمل کرنے اور صحیح طریقہ و پاک جذبہ سے دین وملت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

بحرمت سید الابرار محمد النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

العبد

محمد نعیم مظاہری بن عبد الحق

ساکن چندوہاں۔ ڈاکخانہ عمری۔ ضلع الہ آباد (یوپی)

۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

تعلیم نسواں سے کیا مراد ہے؟

"تعلیم نسواں سے میری مراد یہ ہرگز نہیں کہ مسلمانوں کی بہو، بیٹیاں عالم، فاضل اور مفتی کی ڈگریاں حاصل کریں بی، اے۔ایم، اے پاس کر کے گھر کے لئے مصیبت کا باعث ہوں بلکہ تعلیم نسواں سے میری مراد یہ ہے کہ بچی اتنی تعلیم حاصل کرلے کہ اپنے گھر کی اچھی منتظم بن سکے۔ ماں، باپ، ساس، خسر، بہن، بھائی اور شوہر کے دکھ درد میں شریک ہوسکے۔ آمدنی اور خرچ پر اسکی نگاہ ہو۔ فضول رسموں کی دشمن ہو، اپنے بچوں کی تعلیم کی نگرانی کرسکے، انہیں سبق یاد کرا سکے، قرآن شریف کو ترجمے کے ساتھ پڑھ سکے، اُردو حدیثوں کو سمجھ سکے، گھر کا حساب وکتاب لکھ سکے، خط لکھنے اور پڑھنے میں دوسروں کی محتاج نہ ہو، بچوں کو چوٹ لگ جائے تو مرہم پٹی کرسکے، بیماروں کی تیمارداری عقل سے کرسکے، اپنے بچوں کو اخلاقی تعلیم و تربیت اس طرح دے سکے کہ وہ جوان ہوکر اپنی قوم کے لئے باعث فخر ہوں"۔ (عربی مدارس اور نظام چندہ ص ۳۰۔ از مولانا محمد اسلم قاسمی)

ماخـــوذ از تقـــریظات اکابـــر

"ماشاء اللہ موصوف نے مدارس نسواں کے متعلق بزرگوں کی آراء کو بڑے اچھے انداز میں قلم بند کیا"

(حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری مدظلہ، صاحب فتاویٰ رحیمیہ)

"عزیزم سلمہٗ نے اس موضوع سے متعلق بہت سی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ کافی مواد جمع کر دیا ہے"

(فقیہ الاسلام مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ، ناظم مظاہر علوم (وقف) سہارنپور)

"عزیزم مفتی محمد نعیم سلمہٗ، علماء محققین کے فتاویٰ مع نصوص شرعیہ وفقہیہ سے مدلل و مکمل شائع کر رہے ہیں جس کو دیکھ کر دل باغ باغ ہے، انشاء اللہ یہ رسالہ بہت مفید ہوگا"

(حضرت مولانا محمد فاروق صاحب ؒ اترانوی، الہ آبادی)

"الحمدللہ کافی وافی اور شافی ہے" (حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب کچھولوی مدظلہ، برطانیہ)

"اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کیلئے اسے مفید و کار آمد بنائے"

(حضرت مولانا محمد صفی اللہ خان صاحب مدظلہ جانشین حضرت مسیح الامت صاحب جلال آبادیؒ)

"عزیزم مولوی، مفتی محمد نعیم سلمہٗ نے اپنے اس رسالہ میں اہل علم کے اقوال اور صلحاء کی آرا کو جمع فرمایا ہے............ اللہ تعالیٰ اس کو نافع فرمائے"

(حضرت مولانا رئیس الدین صاحب مدظلہ، استاذ حدیث، مظاہر علوم (وقف) سہارنپور)

"مختلف فتاویٰ اور حضرات اکابر کے فرمودات وارشادات کو جمع فرمادیا ہے اور نصوص وفقہی عبارات کی روشنی میں تعلیم نسواں کے طریقہ کی صحیح نشاندہی فرمادی ہے"

(حضرت مولانا مفتی محمد ارشد صاحب مدظلہ، استاذ مفتاح العلوم، جلال آباد)

"اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو امت کے لئے مفید بنائے اور مسلمانوں کو کجروی سے نکال کر راست روی کا ذریعہ بنائے اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے"

(حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی مدظلہ، مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ، یوپی)

مفتی محمد نعیم مظاہری ساکن چندوہاں ڈاکخانہ عمری، ضلع الہ آباد

MUFTI MOHAMMAD NAEEM MAZAHIRI,
VILL. CHANDUHAN P. O. UMRI DISTT. ALLAHABAD

(9794058325-9335023672)

phone no.9598925006